نقاب کشائی

مصنف
سید ابوالحسن شاہ فیضی

4407

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقاب کشائی

مصنف

سید ابوالحسن شاہ فیضی

خطیب دربار حضرت سلطان عبد الحکیمؒ

عبد الحکیم تحصیل کبیر والہ ضلع ملتان

Marfat.com

انتساب

87732

بندہ گنہگار سیّد ابوالحسن فیضی اپنی
اس پیش کش کو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت
سیدی مُرشدی حضور والا حکیم سیّد
عبدالرشید حسین شاہ صاحب نقوی البخاری
گولڈ میڈلسٹ طبیّہ کالج دہلی فیروزپوری
قُدِّسَ سِرُّہُ العَزِیز
کے نامِ نامی اسمِ گرامی کے ساتھ منسوب
کرتا ہے۔

آپ ہی کی مہربانی سے بندہ علمِ دین
سے بہرہ ور ہوا۔ اللہ پاک والد ماجد کو
جنّت الفردوس میں جگہ عنایت فرمائے۔

(آمین ثم آمین)

سید ابوالحسن فیضی

Marfat.com

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب ـــــ نقاب کشائی

مصنف ـــــ سید ابوالحسن فیضی

مطبع ـــــ اسد محمود پرنٹنگ پریس گوالمنڈی راولپنڈی

کتابت ـــــ فیاض واصوی کبیروالا (ملتان)

تعداد ـــــ دو ہزار

قیمت ـــــ ۱۲ روپے

4467

Marfat.com

گذارشِ مُصنّف

بسمِ اللہِ الرّحمٰنِ الرّحیمْ

اَلحَمدُ للہِ رَبِّ العٰلمِینَ وَالعَاقِبَۃُ لِلمُتَّقِینَ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلامُ علیٰ سَیِّدِالاَنبِیَاءِ وَالمُرسَلِینَ وَعلیٰ آلِہٖ وَاَزوَاجِہٖ وَاَصحَابِہٖ اَجمَعِینَ ۔ اَمَّابَعدُ !

بندہ سید ابوالحسن فیضیؔ مدّتِ مدید عرصہ دراز ملّتِ جعفریہ کا نقیب و مُبلغ رہا ہے ۔ عزاداری امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ، نہایت اہتمام و عقیدت سے مناتا رہا ۔ کراچی سے خیبر تک بڑی بڑی مجالس و محافل میں شامل ہو کر مُبلّغ کی حیثیت سے نوازا جاتا تھا ۔ کربلا کے شہیدوں کے خونِ ناحق سے خوب لُقمے تر ہوتے رہے تقریباً پندرہ برس تک اپنی جعفری برادری میں امتیازی حیثیت سے سلسلہ تبلیغ جاری ساری رہا ۔ میرے دِل میں ہمیشہ یہ احساس رہا ہے کہ ہمارے مُبلّغ اور ذاکرین حضرات کی علمی ، عملی حیثیت بہت ہی کمزور ہے ۔ پنجتن پاک کی پاکیزہ اسٹیج پر سچ کی نسبت زیادہ جھُوٹ سے کام لیا جاتا ہے ۔ اِس بھولی بھالی قوم کو خوب بے وقوف بنا کر عقل و فکر سے عاری کر دیا گیا ہے ۔ شیعانِ

Marfat.com

پاک کے پاکیزہ منبر پر وہ مُبلغ اور ذاکر کامیاب ہوتا ہے جو فضائل و مصائب کے ساتھ ساتھ صحابہ کرامؓ بہ اُمہاتُ المؤمنینؓ پر تبرّا یعنی لعنت کرنے کے علاوہ (وکتی) ٹھٹھہ مذاق بھی کرے۔ جو بھی تاریخ کی روشنی میں واقعاتِ کربلا وقوع پذیر ہوئے ہیں ہمارے مُبلغین حضرات، ذاکرین حضرات بیان نہیں کرتے۔ جو کچھ بھی بیان کیا جاتا ہے وہ سب کا سب جھوٹ کا پلندہ ہوتا ہے۔ ہنسنا ہنسانا، رونا رُلانا بس اس کے سوا کچھ نہیں نہ تو اس فرقہ کی کوئی معیاری درسگاہیں ہیں اور نہ ہی کوئی اچھی تربیت گاہیں اور جو ہیں اِن میں صرف فنِ تبلیغ کو زیادہ اہمیّت دی جاتی ہے۔ یعنی اِن کی درسگاہوں میں فنکار اور گلوکار تیار کیئے جاتے ہیں۔ موجودہ دور میں ہر مُبلغ کے پاس اُردو کی مصباح المجالس جس کے تین چار حصے ہیں۔ اور مولوی نجم الحسن کرار وی صاحب کے چودہ ستارے اردو میں جناب مرزا یوسف حسین صاحب کی کتابیں ہونی چاہیئں۔ بس جناب مُبلغِ اعظم تیار ہو جاتا ہے ذاکرین کے لیئے مرزا انیس و دبیر کی سوز خوانی کے علاوہ سرائیکی زبان میں بند، دوہڑے یاد کرنے سے اچھا ذاکر تیار ہو جاتا ہے۔ یہ ہے ان کے مُبلّغین و ذاکرین حضرات کا معیارِ علم۔ اکثر اِن میں تارک الصّلوٰۃ، روزہ خور، جھوٹ گوئی، افترا پردازی، وعدہ خلافی، بدعملی اِن محاسن کے زیور سے آراستہ پیراستہ ہیں۔ اگر اِن میں کچھ اہلِ علم یعنی عراق وایران کے پڑھے لکھے ہیں تو عامۃُ النّاس میں ان کی کوئی قدر و منزلت نہیں ہے ان کو وہابی شیعہ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ مثلاً مولوی سیّد محمّد یار صاحب، سیّد گلاب شاہ صاحب، مفتی عنایت علی شاہ صاحب، مولوی محمد حسین صاحب ڈھکو وغیرہ

Marfat.com

یہ حضرات بھی تبرائی شیعہ ہیں۔ صحابہ کرامؓ پر تبرا کرتے ہیں۔ دوسرا گروہ غالی شیعہ سے پکارا جاتا ہے جن کا پورے مُلک کے شیعہ میں شُہرہ ہے مثلاً مولوی محمد بشیر انصاری، مولوی آغا سیّد ضمیر الحسن صاحب، مرزا یوسف حسین صاحب، مولانا شبیہ الحسنین صاحب محمدیؒ، مولوی نجم الحسن صاحب کراروی وغیرہ یہ حضرات بھی اصحابِ ثلاثہ اور اُمہاتُ المومنین کو ڈٹ کر تبرا یعنی لعنت کرتے ہیں۔ ان میں ایک تیسرا گروہ ملنگانِ حیدرِ کرار سے پُکارا جاتا ہے جن کا سرغنہ ملنگ سدا حسین بیگم کوٹ شیخوپورہ روڈ لاہور پر بہت بڑا مرکز ہے۔ یہ گروہ پورے مُلک میں پھیلا ہوا ہے یہ لوگ سیاہ لباس میں ملبوس پاؤں میں لوہے کے کڑے، ہاتھوں میں گلابے بعض کے کانوں میں بالیاں، سر مُنڈے ہوئے لمبے لمبے بالوں کی بودیاں یعنی لٹیں، اصُولِ دین اور فروعِ دین سے بالکل بے پرواہ ان کا نظریہ صرف علی علی کرنا ہے اور صحابہ کرامؓ کو مغلظ گالیاں دینا ہے۔ اُن کے نزدیک صرف یہی عبادت ہے۔ یہ سب سے زیادہ خطرناک گروہ ہے۔ نہ تو یہ کسی کی سُنتے ہیں اور نہ بک بک کرنے سے رُکتے ہیں۔ یہ لوگ قریہ قریہ، بستی بستی، شہر شہر پھرتے نظر آتے ہیں۔ اور مسلمانوں کے گھروں کے دروازے پر صدا دیتے اور ہر دروازے پر تبرا کرتے ہیں اور بھیک مانگتے ہیں اور بھیک کے بہانے صحابہ کرام پر لعنت کرتے ہیں اور حضرت علیؓ کو خلیفہ بلا فصل کہہ کر آواز دیتے ہیں۔ مثلاً ان کا نعرہ یا تکیہ کلام یوں ہوتا ہے " دمہ دم مست قلندر علی کا پہلا نمبر " یا یوں کہتے ہیں " او علی کے دشمن تجھ پر بیشمار...... " کاستہ گدائی بھر کر مسلمانوں کے قبرستانوں پر ڈیرہ جما کر

Marfat.com

بیٹھ جاتے ہیں۔ بھنگ، چرس، افیون وغیرہ کھاتے ہیں۔ شب و روز مذکورہ بالا نعرے لگاتے ہیں۔ ناظرین کی خدمت میں ذرا وضاحت کر دوں پہلا نعرہ جو لگاتے ہیں "دمہ دم مست قلندر علی کا پہلا نمبر" اس نعرے میں روافض کا عقیدہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد علیؓ خلیفہ بلا فصل ہے اور حضرت صدیق اکبرؓ، حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمانؓ ذوالنورین کی خلافت کا انکار ہے۔ اور دوسرا نعرہ بیشمار والا، اس نعرہ میں اصحاب ثلاثہ اور اُمّہات المؤمنین کو بیشمار لعنت کرنا ہوتا ہے۔ ناظرین جان لینا چاہیئے کہ یہ گروہ بڑا خطرناک ہوتا ہے۔ اگر ان لوگوں کو ملامت کی جائے یا ان کے کردار سے ان کو منع کیا جائے تو یہ لوگ بڑا واویلا کرتے ہیں اور ان کے واویلا کرنے پر لوگ اکٹھے ہو جاتے ہیں ایک تماشہ بن جاتا ہے اور یہ مکّار ملنگ رو رو کر چیخ چیخ کر فریاد کرتے ہیں اور لوگوں کو کہتے ہیں ہم غریب لوگوں پر بڑا ظلم ہوا۔ ہم غریبوں کو بھیک مانگنے سے روکا گیا ہے۔ بتاؤ لوگو! ہم مُنہ کالے کہاں جائیں۔ اتنا شور کرتے ہیں کہ ہمارے ہی مسلمان بھائی اپنے بھائی کو ہی اُلٹا ڈانٹتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کشتہ نفس اور تارک الدنیا کی گستاخی کیوں کی جلدی کرو ایسے اللہ والوں سے معافی مانگو۔ تو اس شریف آدمی کو جان چھڑانا مشکل ہو جاتا ہے۔ یہ ہے ان لوگوں کا طریقۂ کار۔ یہ لوگ اسلام کے سخت دُشمن ہیں۔ بڑے بڑے بزرگانِ دین کے مزارات پہ کاسۂ گدائی لیے نظر آئیں گے اور بزرگانِ دین کے مزارات پر تکیہ لگائے دھونی رمائے بیٹھے ہیں۔ جب ایامِ محرم یا چہلم کی تقریبات ہوتی ہیں تو یہ لوگ لاہور با واسداحسین کے امام بارہ میں جمع ہو جاتے ہیں۔ مثلاً عشرۂ ثانی محرم کی ۱۲ تا ۲۱ تک ان کا بہت بڑا ہجوم ہوتا ہے اَسّی یا

Marfat.com

نو ۹ تو سے ذوالجناح نکالے جاتے ہیں۔ شیخوپورہ اور فیصل آباد والی ٹریفک بند ہو جاتی ہے۔ شاہدرہ موڑ سے لیکر شیخوپور والی چونگی تک تقریباً دو یا تین میل تک کا فاصلہ بنتا ہے۔ ملنگان حیدر کرار کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر نظر آتا ہے۔ تلواروں، چھریوں اور زنجیروں سے ماتم کیا جاتا ہے۔ یہ سارا حصہ سڑک کا خون سے لت پت ہو جاتا ہے۔ صحابہ کرامؓ اور اُمہات المومنین بالخصوص جناب عائشہ صدیقہؓ اور جناب حضرت حفصہؓ بنت فاروق اعظمؓ زوجہ رسولﷺ کو وہ گالیاں دی جاتی ہیں "الامان والحفیظ"۔ پولیس کے بڑے بڑے افسران اور جج مجسٹریٹ صاحبان موجود ہوتے ہیں اُن کی موجودگی میں سب کچھ ہوتا ہے مگر اُن کی زبان کو کوئی لگام دینے والا نہیں ہوتا۔

بندہ گنہگار اللہ مجھے معاف فرمائے میں بھی اس اجتماع میں دس برس تک حاضر ہوتا رہا۔ نہ صرف میں ہی بلکہ بڑے بڑے مبلغین اور ذاکرین حضرات بھی ہوتے ہیں لگاتار مجالس کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ تو میں بھی مجلس پڑھنے کے سلسلہ میں جاتا تھا۔ ایک دن کی کہانی میری زبانی بھی سماعت فرما لیں۔ غالباً سترہ محرم کی تاریخ تھی۔ پانچ مجلسیں پڑھ چکا تھا۔ اٹھارہ محرم کو بعد از دوپہر میں نے مجلس پڑھنی تھی مجھے کچھ بخار ہو گیا۔ ہلکا ہلکا سر میں درد بھی تھا۔ میں نے مجلس پڑھنے میں معذوری پیش کی۔ اسٹیج سیکرٹری نے باوا اسد حسین کے پاس جا کر میری ناسازئ صحت اور مجلس کا نہ پڑھنا بیان کیا تو فوراً پیر ملنگاں میری قیام میں جلوہ افروز ہوئے۔ یا علی مدد فرمایا جواب میں پیر مولا علی مدد کہا۔ (یہ فرقہ روافض کی علیک سلیک ہے) فیضی صاحب اُٹھو اُٹھو مجلس پڑھو۔ میں نے عرض کیا حضور والا میری صحت ناساز ہے کسی

Marfat.com

اور صاحب کو میرا وقت دے دیا جائے۔ باوا صاحب نے فرمایا آپ کی صحت کا ابھی بندوبست کرتا ہوں آپ ٹھیک ہو جائیں گے۔ اپنے چیلے کو حکم دیا کاغذ لاؤ۔ سفید کاغذ آیا سدا حسین نے اس کاغذ پہ چار فوٹو بنائے اتنے بُرے نقش بنائے کہ میں ضبطِ تحریر میں نہیں لا سکتا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ۔ حضرت عُمر فاروق رضؓ۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت عائشہؓ کے نام بھی لکھے تھے جاؤ غُسل خانے میں اِن اسمائے گرامی (نعوذ باللہ) پہ پیشاب کرو فوراً صحت یاب ہو جاؤ گے۔ مجھے ویسے کوئی حیرانی نہیں ہوئی چونکہ ان ملنگانِ حیدرِ کرار کے ایسے ہی عملیات ہوتے ہیں اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں۔ مگر آخر میں مولوی تھا۔ کچھ چہرے پر چھوٹی چھوٹی شریعت بھی موجود تھی کبھی کبھی نماز وغیرہ بھی پڑھ لیتا تھا۔ میں نے کہا باوا جی چھوڑو ایسی باتیں۔ میں مجلس پڑھ دیتا ہوں۔ سرکار غازی عباس علمبردار کے صدقے سے شفاء ہو جائے گی کوئی خاص بیماری تو ہے نہیں لیکن مجھے بار بار اصرار کیا گیا کہ یہ عمل ضرور کروں۔ طوعاً و کرہاً میں غسل خانہ میں داخل ہوا۔ کاغذ کا پُرزہ میرے ہاتھ میں تھا۔ ابھی میں نے دروازہ بند ہی کیا تھا کہ ایک بھاری پتھر میرے سَر پہ لگا۔ سَر پھٹ گیا خون کا فوّارہ جاری ہو گیا بڑی مشکل سے دروازہ کھولا لڑکھڑاتے قدم اٹھاتا اپنے کمرہ میں آیا۔ باوا میرے کمرے سے جا چکا تھا کمرہ خالی تھا خون سے میرے کپڑے لت پت تھے میں چکرا کر اپنے بستر پہ گرا اور بیہوش ہو گیا۔ جب مجھے ہوش آیا تو فسٹ ایڈ کے خیمے میں سر پہ پٹی بندھی ہوئی تھی اور ہوش میں لانے کے مُتعدّد انجکشن لگائے جا چکے تھے۔ کچھ دوست احباب بھی قریب جلوہ افروز تھے شب کی تاریکی چھا چکی تھی۔ میرے دِل میں روشنی کی لہر اُٹھ چکی تھی باطل

Marfat.com

جا رہا تھا حق آ رہا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے مجھے آرام کرنے کا حکم دیا۔ مجھے دوائی پلائی گئی۔ نیند کی دیوی نے اپنی گود پھیلا دی میں بستر استراحت پر محو خواب ہو گیا۔ عالم خواب میں مَیں نے باعثِ تکوینِ کائنات فخرِ موجودات سرکارِ مدینہ سرور سینہ ہادی سُبل ختمِ رُسل حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وبارک وسلّم کی زیارت سے مُشرّف ہُوا۔ آپؐ کے تشریف لانے پر میرا کمرہ مُعطّر و منوّر ہو گیا۔ اُن کی مہک نے دِل کے غنچے کھلا دیئے۔ آپؐ نے فرمایا گستاخانِ صحابہؓ نے اپنے اُوپر جہنّم واجب کر لی ہے کیا تم بھی جہنّم کا ایندھن بننا چاہتے ہو؟۔ بس اِتنا ہی فرما کر آپؐ غائب ہو گئے۔ وہ بھی چلے گئے بہاروں کے ساتھ ساتھ۔ چاند چھُپ گیا ستاروں کے ساتھ ساتھ۔ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝ بس پھر کیا تھا آنکھیں ہیں تو برس رہی ہیں۔ نگاہیں ترس رہی ہیں۔ دِل بیقرار ہے۔ اس مقام پر میری آخری تقریریں تھیں۔ مَیں نے حق کی تلاش میں کئی آستانے تلاش کیئے۔ بڑے سفر کیئے کئی سُنّی مَساجد کے سہارے لیئے مگر اطمینانِ قلب نصیب نہ ہُوا۔ بہت سارے دُشمن پیدا ہو گئے مخالفتوں نے سَر اُٹھائے۔ کچھ مجبوریاں پیش نظر تھیں۔ بیوی اور بال بچوّں کا مسئلہ بھی درپیش تھا۔ دوبارہ علماءِ شیعہ سے مراسم استوار کیئے چونکہ ملنگانِ حیدرِ کرار سے سخت نفرت ہو چکی تھی اس لیئے مجالسِ عزا میں جانا بھی کم کر دیا۔ مَیں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ فرقہِ روافض میں علم کی بہت کمی شدّت سے محسوس کرتا رہا ہوں۔ اِسلیئے مَیں نے سوچا علمی مشاغل شروع کروں۔ کوئی درس و تدریس کے لیئے اچھی سی جگہ مِل جائے۔ بجائے تقریر کے تحریر سے اپنی گمراہ قوم کو ہدایت کروں۔

Marfat.com

اِس واسطے میں نے اہلِ علم علماءؔ سے روابط قائم کیئے اور مشورے بھی لیئے تو میرے اس ارادے کو بڑا سہارا گیا۔ میاں چنوں ضلع ملتان میں ایک اچھا قصبہ ہے وہاں کے مؤمنین سے بھی رابطہ قائم کیا خوب غور وخوض سے ایک میٹنگ بلائی گئی اس میں طے ہوا کہ فی الحال مرکزی امام بارگاہ میں تدریس کا سلسلہ شروع کر دو۔ اس کے بعد کوئی وسیع جگہ تلاش کر لیں گے۔ اور یہ بھی طے پایا کہ ایک عظیم الشان اجلاس کیا جائے۔ مختصراً عرض کروں مُلک کے نامور مُبلّغین کو دعوت نامے دیتے گئے اور مہمانِ خصوصی جناب آغا مرزا مرتضیٰ پویا کو بلایا گیا اور اتفاقِ رائے سے مدرسہ کا نام **مدرسہ دارالعلوم الحیدریہ** رکھا گیا اور مرکزی امام بارگاہ میاں چنوں میں مورخہ ۲۶/۲۷ اپریل ۱۹۷۹ء بمطابق ۲۸/۲۹ جمادی الاوّل بروز جمعرات جمعہ ہمارے اجلاس شروع ہوئے جس کی ہم نے چار نشستیں کیں۔ مُلک کے نامور علماءِ کرام کو مدعو کیا گیا تھا۔ اور مُلک کے مشاہیر ذاکرین کرام کو بھی بلایا گیا تھا بہت بڑا ہجوم تھا مگر افسوس کہ آخری اجلاس میں ایک ذمّہ دار مُبلّغ نے حضرت عائشہ صدیقہ رض اور جناب حضرت عُمر فاروق اعظم رض کی شان میں نازیبا الفاظ استعمال کیئے۔ میں نے جب ٹوکا تو علماءِ کرام نے اور عوام نے بہت بُرا محسوس کیا۔ اور اس پر ایک طویل گفت گو کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ پورے مُلک کے روافض حضرات میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ فیضی صاحب مُرتد ہو رہا ہے۔ میرے مقابلہ میں مُناظرین حضرات کو بلوایا گیا مجھے بھی ضد ہو چکی تھی۔ گو میں بے یار و مددگار ہو کر رہ گیا مگر مجھے اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات پر پورا بھروسہ تھا میں نے قرآن حکیم کی سورۂ نور کی سترہ آیاتِ ربّانی پڑھ کر حضرت اماں عائشہ

Marfat.com

صدیقہؓ کی عصمت بیان کی تو مناظر صاحب حق کے سامنے نہ ٹھہر سکے۔
جَاءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ آیا حق گیا باطل۔

ناظرین یہ تھوڑی سی میری سرگذشت ہے جو میں نے بیان کردی اگر تمام واقعات جو وقوع پذیر ہوتے ہیں میں بیان کروں تو ایک ضخیم کتاب بن جائے گی۔ انشاء اللہ تھوڑا تھوڑا کر کے میں اپنی تقاریروں میں بیان کرتا رہوں گا۔ اب میں اس فرقہ باطلہ کی پوزیشن پیش کرنے کی سعادت حاصل کر کے قضائیں ادا کروں گا۔ وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

سید ابوالحسن فیضی بقلم خود
۱ ۹/۸

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ
عَلٰی نَبِیِّہِ الْمُصْطَفٰی وَعَلٰی اٰلِہٖ اُوْلِی الْمَجْدِ وَالْعُلٰی ط

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے اور اس کا عظیم احسان ہے ہم پر کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو ہماری ہدایت اور راہنمائی کے لئے مبعوث فرمایا اور قرآن حکیم جیسی فصیح و بلیغ جامع کتاب عنایت کی اُس ذاتِ پاک نے اپنی مہربانی اور فضل و کرم سے ہمیں اپنی پاکیزہ کتاب قرآن حکیم کا شیدا بنایا۔ ہم اہلِ سُنّت والجماعت ہی کو شرف حاصل ہے جو جو خدمتیں لینا مقصود تھیں بلا شرکت غیرے ہم ہی سے لیں۔ اس پاکیزہ کلام کی حفاظت کا جو وعدہ کیا اس کا ذریعہ بھی ہمیں ہی بنایا۔ اپنی پاک کلام کا ویسے تو وہ خود ہی محافظ ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ ٥ (ترجمہ) "بیشک ہم نے ہی قرآن نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں" (۱۴ ع ۱)

قرآن حکیم کے دشمنوں کے مُقابلہ میں ہمیں ہی صف آرا ہونے کی توفیق بخشی۔ یہ اعلیٰ نعمت خاتم المرسلین محبوب کبریا احمد مُجتبیٰ محمد مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کے اصحابِ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے طفیلی بننے سے ملی۔ اس خوان نعمت کے اصلی مہمان تو وہی تھے اُن کے سوا اس خوانِ نعمت سے جس کو جو کچھ ملا اُن کے طفیل ہی سے ملا۔

Marfat.com

یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ روافض کا ایمان قرآن حکیم پر نہیں اور نہ ہو سکتا ہے۔ وہ مسلمان با ایمان اور ناجی کس طرح ہو سکتا ہے جبکہ اس کا قرآن حکیم پر ایمان ہی نہ ہو۔ جس شخص نے بھی غور و خوض سے مذہبِ شیعہ کے اصول و فروع کا اچھی طرح مطالعہ کیا ہے وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ اس فرقہ کی رگ رگ میں قرآن حکیم کی عداوت بھری ہوئی ہے۔ اس فرقہ کے اکابرین، مصنفین نے قرآن حکیم کو ناقابلِ اعتبار اور مشکوک بنانے میں بڑی بڑی کاروائیاں کی ہیں۔

فرقہ غالہ کی یہ ضروری ہدایات ہیں یا اُن کا پہلا سبق کہنا چاہیئے کہ رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کرامؓ (نعوذ باللہ من ذالک) کو کاذب جھوٹا مانا جائے۔ بالعموم تمام صحابہ کرامؓ اور بالخصوص سیدنا صدیقِ اکبرؓ، سیدنا فاروق اعظمؓ، سیدنا عثمانؓ ذوالنورین کو۔

پیغمبرِ اسلام ہادیِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اس دُنیا فانی سے راہیِ مُلکِ بقا ہوئے تو اپنے بعد ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین چھوڑے بلکہ عین حیات ہی میں اللہ پاک نے وعدہ پورا کر دیا۔ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝ (ترجمہ) "جب آجائے اللہ کی طرف سے مدد اور فتح۔ اور آپؐ لوگوں کو دین اللہ میں فوجوں کی فوجیں یعنی جوق در جوق داخل ہوتے ہوئے دیکھ لیں۔" چنانچہ مواعیدِ الٰہی پورے ہوئے۔ فتح مکہ میں ہزارہا لوگوں نے دینِ اسلام میں داخل ہو کر اللہ کی رضامندی حاصل کی فتحِ مکہ کے بعد بھی کئی غزاوات میں لوگ مشرف با سلام ہوتے رہے۔

Marfat.com

غرض حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات کے بعد ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین گویا کہ نبی مکرم نے اپنے بعد اپنی نبوت کی سب سے بڑی دلیل اور گواہی کیلئے اتنے صحابہؓ کبار چھوڑے۔ فرقہ شیعہ ان صحابہ کرام کو جھوٹا مانتا ہے۔ اس پاکیزہ جماعت میں شیعہ شنیعہ نے دو گروہ قائم کیے ہیں۔ ایک گروہ اصحاب ثلاثہؓ یعنی حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ اور ان کے ساتھیوں کا۔ یہ گروہ بڑا گروہ ہے۔ دوسرا گروہ حضرت علیؓ اور ان کے ساتھیوں کا اس گروہ میں گنتی کے پانچ آدمی بتلاتے ہیں۔ ۱۔ حضرت علیؓ۔ ۲۔ حضرت ابوذرؓ ۳۔ حضرت مقدادؓ۔ ۴۔ حضرت سلمان فارسیؓ۔ ۵۔ حضرت عمارؓ ابن یاسر۔ اس مختصر گروہ کو بھی شیعہ جھوٹا مانتے ہیں یعنی علیؓ والے گروہ کو بھی۔

پہلے بڑے گروہ کے جھوٹ کا نام اپنی اصطلاح میں نفاق رکھا ہے۔ اور دوسرے گروہ یعنی حضرت علیؓ کے جھوٹ کا نام تقیہ رکھا ہے۔ پہلا گروہ یعنی جھوٹ تو بولتا ہے مگر جھوٹ بولنے کو عبادت نہیں جانتا تھا۔ اور دوسرا گروہ یعنی حضرت علیؓ کا، یہ جھوٹ بولنے کو اعلیٰ درجہ کی عبادت اور اعلیٰ درجہ کا فرض اور اعلیٰ درجہ کا کار ثواب سمجھتا ہے۔

ناظرین! اب انصاف آپ پر ہے کہ جو فرقہ تمام صحابہؓ کرام کو جھوٹا جانتا ہو ان میں سے ایک کو بھی سچا نہ مانتا ہو کیا اس کا ایمان قرآن مجید پر ہوسکتا ہے؟ ہرگز واللہ باللہ نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ قرآن شریف بلکہ دین کی ہر چیز اسی جماعت صحابہؓ کے ذریعہ سے انہی کی نقل و روایت سے ہم کو اور پورے عالم کو ملی۔ مگر افسوس! جھوٹے کی بات پر اعتبار

Marfat.com

نہیں ہوتا۔ یقین ہونا تو بڑی بات ہے۔ لہٰذا صاف ظاہر ہو گیا کہ کسی شیعہ کا ایمان قرآنِ کریم پر نہیں ہو سکتا۔ تینوں خلفاء کو خلیفۂ برحق نہ ماننے کا آخری نتیجہ یہی ہے جو شیعوں کو مبارک رہے۔ کیا خوب لکھا ہے مولانا شیخ ولی اللہ محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ازالۃ الخفاء کے دیباچہ میں

" بہ علم الیقین دانستہ شد کہ اثبات خلافت ایں بزرگان اصلے است۔ از اصول دین تا وقتکہ ایں اصل را محکم نہ گیرند ہیچ مسئلہ از مسائلِ شریعت مستحکم نشود۔"

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ یہ قطعی اور یقینی بات ہے کہ خلفاءِ ثلاثہ کی خلافت کا اثبات اصولِ دین میں سے ایک اصلِ عظیم ہے۔ جب تک یہ اصلِ عظیم اور بُنیاد محکم نہیں ہے شریعتِ اسلامیہ کا کوئی مسئلہ بھی ثابت نہیں کیا جا سکے گا۔ نیز آپ نے فرمایا :۔

" ہر کہ در شکستن این اصل سعی میکند بحقیقت ہدم جمیع فنونِ دینیہ میخواہد۔"

ترجمہ :۔ جو بھی اس اصلِ عظیم کو کمزور کرنے اور ختم کرنے میں لگا ہوا ہے درحقیقت وہ تمام علوم و فنونِ دینیہ کی بُنیاد منہدم کر رہا ہے۔"

ائمۂ شیعہ سے قرآنِ مجید کی صحت کی عدمِ تصدیق

اب دوسری وجہ :۔ اس وجہ میں تین باتیں قابلِ ذکر ہیں۔

۱۔ تمام روافض اس بات پر متّفق ہیں اور تمام عُلمائے اہلسنّت بھی اس بات کے قائل ہیں کہ قرآن شریف جو اس وقت دُنیا میں موجود ہے۔ اور

Marfat.com

ہر وقت یہی قرآن مجید مسلمانوں کے پاس رہا یہ قرآن خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے اہتمام و انتظام سے جمع ہوا۔ اور انہی کے ذریعہ سے تمام عالم میں پھیلا۔

۲۔ اس قرآن حکیم کی کوئی قابلِ وثوق تصدیق شیعوں کی کتابوں میں اِن کے ائمہ معصومین سے منقول نہیں۔

۳۔ حضرات خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے متعلق شیعوں کا بلا اختلاف یہ اعتقاد ہے کہ وہ نہ صرف مخالف دین بلکہ معاذ اللہ دشمنِ دین تھے اور خلاف فطرت سازش کرنے میں ایسے مشّاق تھے کہ ناممکن کاموں کو بھی بہ آسانی کرڈالتے تھے۔ ہزاروں مختلف المزاج مختلف الاغراض اشخاص کا کسی جھوٹی بات پہ مُتّفق کر دینا، یا کسی عام الوقوع کا مُنکر بنا دینا عقلاً محال عادی ہے۔ مگر یہ تینوں خلفا ایسی مافوق الفطرت طاقت رکھتے تھے کہ اس محال عادی کو بھی نہایت آسانی اور نہایت خُوبی کے ساتھ کر کے دکھا دیا۔ مثلاً رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم نے بار بار بے شمار آدمیوں کے سامنے خصوصاً (غدیر خم) میں حضرت علیؓ کی خلافت کا اور ولی عہدی کا اعلان فرمایا۔ اور اِس اعلان کے تھوڑے عرصے بعد آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وفات فرمائی۔ خلفائے ثلاثہ نے ان تمام بے شمار آدمیوں کو اس واقعہ کے انکار پہ متفق کر دیا۔ اور سب سے کہلوایا کہ آنحضرتؐ نے کسی کی خلافت کا اعلان نہیں کیا۔ اور اسی قسم کے ہزاروں واقعات ہیں۔

علاوہ اس مافوق الفطرت طاقت کے تینوں خلیفہ ایک بڑی پُر شوکت و باقوّت سلطنت اور بڑے باعظمت تاج و تخت کے مالک بھی رہے

Marfat.com

اِن تینوں باتوں پر غور کرنے کے بعد انصاف سے بتائیے کہ قرآن مجید کا کیا اعتبار رہ گیا۔ جب دین کی سب سے بُنیادی چیز دین کے دشمن کے ہاتھ سے ملے۔ اور دُشمن بھی کیسا اور پھر وہ کاذب وخائن بھی ہو۔ کسی دوسرے ذریعہ سے اس چیز کی تصدیق بھی نہ ہو تو کیا وہ چیز لائق اعتبار ہو سکتی ہے۔ اور کس طرح یہ اطمینان ہو سکتا ہے کہ اس دُشمن نے اس میں کچھ تصرّف نہ کیا ہوگا۔ حاشا ثم حاشا ہرگز نہیں۔

شیعوں کی انتہائی معتبر کتابوں میں تحریف قرآن کی دُو ہزار سے زائد روایات کی موجودگی۔

اس قرآن شریف میں پانچ قسم کی تحریف، قرآن جمع کرنے والے صحابہ نے کر دی۔

۱۔ قرآن کی آیتیں اور سورتیں بکثرت نکال دیں۔

۲۔ اپنی طرف سے عبارتیں بنا کر قرآن میں بڑھا دیں۔

۳۔ قرآن کے الفاظ بدل دیئے۔

۴۔ قرآن کے حرُوف بدل دیئے۔

۵۔ قرآن کی ترتیب اُلٹ پلٹ کر دی۔

قرآن حکیم کی ترتیب چار قسم کی ہے۔ اوّل ترتیب سُورتوں کی۔ دوم ترتیب آیتوں کی۔ سوم ترتیب الفاظ کی۔ چہارم ترتیب حرُوف کی۔ اِن چاروں قسم کی ترتیب کے خراب ہو جانے کا بیان روایات شیعہ میں

Marfat.com

موجود ہے۔ علمائے شیعہ نے اِن روایات تحریفِ قرآن کے متعلق تین باتوں کا اقرار کیا ہے۔

اوّل یہ کہ یہ روایات متواتر ہیں اور ان کی تعداد مسئلہ امامت کی روایات سے کم نہیں۔

دوم، یہ کہ یہ روایات تحریفِ قرآن پر صراحتہً دلالت کرتی ہیں۔

سوم، یہ کہ انہیں روایات کے مُطابق شیعہ تحریفِ قرآن کے مُعتقد بھی ہیں۔

(ج) کُتُبِ شیعہ میں ائمہ معصومین سے سے کوئی روایت تحریفِ قرآن کے خلاف منقول نہیں ہے۔ حالانکہ مذہبِ شیعہ میں اختلافِ روایات کی حالت یہ ہے کہ علمائے شیعہ کی جان عذاب میں ہے۔ شیعوں کے مجتہد اعظم مولوی دلدار علی نے "اساس الاصُول" میں اور اِن سے پہلے شیخ الطائفہ ابوجعفر طوسی نے "تہذیب و استبصار" کے شروع میں لکھا ہے کہ ہمارے اماموں سے کوئی حدیث ایسی منقول نہیں جس کے خلاف دوسری حدیث نہ ہو۔ کوئی مسئلہ ہمارے ہاں ایسا نہیں جس میں ائمہ معصومین سے مختلف اقوال روایت نہ کیئے گئے ہوں۔ یہاں تک کہ ہماری احادیث در روایات کے اس اختلاف کو دیکھ کر بہت سے لوگ مذہبِ شیعہ ہی سے پھر گئے۔ مولوی دلدار علی نے اساس الاصول میں یہاں تک لکھ دیا کہ اے شخص اگر تُو ہمارے ائمہ معصومین کے اختلاف کو دیکھے تو ابوحنیفہ اور شافعی کے اختلاف سے بدرجہا زائد پائے گا۔

المختصر جس مذہب میں اختلافِ روایت کی یہ حالت ہو انتہا یہ کہ

مسئلہ امامت و عصمت امام کا مسئلہ بھی اختلاف سے نہ بچا ہو۔ مگر تحریفِ قرآن کے مسئلہ میں کوئی مخالف روائت اِن کی کتابوں میں نہ ملے۔ بس حیرت ہی حیرت ہے۔ اِس سے صاف ظاہر ہے کہ مُصنفین فرقہ شیعہ کا اصل مقصد قرآن کریم کو مشکوک و مجروح کرنا تھا۔ عداوت قرآن ہی نے اِس انوکھے مذہب کی تصنیف پر ان کو آمادہ کیا۔ اسلئے تحریفِ قرآن کے مسئلہ میں سب مُتفق ہو گئے۔ کوئی مخالف روائت کسی نے نہ گھڑی۔ اِس مرکز پر سب جمع ہو جاتے ہیں اور سب کے سب ایک بولی بولتے ہیں۔

(۵) شیعوں کے علمائے مُتقدّمین۔ اصحاب ائمہ۔ سفرائے امام غائب اور ان سفرا کے اصحاب، سب کے سب عقیدہ تحریفِ قرآن کے مُعتقد ہیں اور اس عقیدہ میں کسی نے اختلاف نہیں کیا۔ حالانکہ مسئلہ اِمامت تک میں اختلاف موجود ہے۔ خود اصحاب آئمہ میں سے بعض لوگ امام کے معصوم ہونے کے قائل ہیں اور بعض عصمت امام کے مُنکر ہیں لیکن عقیدہ تحریفِ قرآن میں سب باہم متفق ہیں۔ عبرت کی آنکھ سے دیکھئے یہ کتنی حیرت انگیز بات ہے۔

(۶) قدمائے شیعہ میں گنتی کے صرف چار شخص تحریفِ قرآن کے مُنکر ہیں۔ اوّل، شریف مرتضیٰ۔ دوم، شیخ صدوق۔ سوم، ابو جعفر طوسی۔ چہارم، ابوعلی طبرسی مصنّف تفسیر مجمع البیان۔ اِن چار کے سوِا کوئی پانچواں مُنکر تحریفِ قرآن نہیں بتایا جا سکتا۔

یہ چاروں اشخاص انکارِ تحریف کی سَند میں کوئی روایت اِمام معصوم کی نہیں پیش کرتے۔ صرف چند عقلی باتیں پیش کرتے ہیں مثلاً"

(یہ کہ قرآن معجزہ نبوت ہے اور صحابہ کرام محافظ قرآن تھے اور بے نظیر توجہ اور اہتمام حفاظت قرآن کا صحابہ نے کیا وغیرہ وغیرہ) وہ بھی ایسی کہ مذہب اہلسنّت کی بنا پر تو ٹھیک ہیں مگر اصُولِ شیعہ پر کسی طرح درست نہیں۔ اِن چاروں اشخاص کی یہ روش دیکھ کر صاف معلوم ہوتا ہے کہ انکار انکار محض ازراہِ تقیہ ہے۔ وَرنہ پھر یہ غلط ہو جائے گا کہ مذہب شیعہ کی بُنیاد آئمہ معصومین کی تعلیم پر ہے۔

ہزار ہا روائتیں شیعہ کتُب میں بھری پڑی ہیں اگر ہم تمام روایات بیان کریں تو ایک بہت بڑی کتاب کی ضرورت ہے چنانچہ اس کتاب میں مختصراً بطور نمونہ ہر قسم کی کچھ روایات پیش کی جاتی ہیں۔

شیعہ کتُب میں آیتوں اور سُورتوں کو نکال دینے کی روایات

(۱) عن ابی عبداللہ علیہ السّلام قال نزل جبریل علی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ بھٰذہِ الآیۃ ھٰذا :- یاایھا الذین اوتوا الکتٰب آمنوا بما نزلنا فی علی نوراً مبینا۔ (اصول کافی مطبوعہ لکھنؤ صہ ۴۲۴)

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا جبریل نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ پر یہ آیت اس طرح اُتاری تھی :- اے اہلِ کتاب ایمان لاؤ اس پر جو علیؑ کے بارے میں ہم نے روشن نور اتارا ہے" یہ آیتِ کریمہ اب قرآن مجید میں یوں ہے :- یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَکُمْ۔ (ترجمہ) اے اہلِ کتاب قرآن پر ایمان لاؤ جو تمہاری کُتبِ سماویہ کی تصدیق کرتا ہے"۔ مگر

Marfat.com

امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ آیت میں (فی علی نوراً مبینا) کے الفاظ بھی تھے۔ ان الفاظ کے ساتھ آیت کا مطلب یہ ہوا کہ اے اہلِ کتاب علیؓ کی فضیلت و امامت پر ایمان لاؤ۔

(۲) عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ان القران الذی جاء بہ جبرئیل علیہ السلام الی محمد صلی اللہ علیہ والہ سبعۃ عشر الف آیۃ۔

(اصول کافی ص ۶۷۱)

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا جو قرآن جبریل محمد صلی اللہ علیہ و آلہ کے پاس لائے تھے اس میں سترہ ہزار (۱۷۰۰۰) آیتیں تھیں۔

اب اس موجودہ قرآن شریف میں چھ ہزار چھ سو سولہ (۶۶۱۶) آیتیں ہیں۔ شیعوں کے امام جعفر صادق کے ارشاد عالی سے معلوم ہوا کہ دس ہزار تین سو چوراسی (۱۰۳۸۴) آیتیں نکال دی گئیں ہیں۔ جناب اب اس حساب سے معلوم ہوتا ہے کہ اصلی قرآن میں ۸۰ یا ۹۰ پارے ہونگے۔ مشہور ہے کہ شیعہ چالیس پاروں کے قرآن کے قائل ہیں اس کی بنیاد غالباً یہی روایت ہے۔

(۳) ایک طولانی روایت حضرت علیؓ سے منقول ہے کہ ایک زندیق نے کچھ اعتراضات (نعوذ باللہ من ذالک) قرآن شریف پر کئے تھے۔ قریب قریب اس کے ہر اعتراض کو حضرت علیؓ نے تسلیم کر کے یہ جواب دیا کہ قرآن میں تحریف ہو گئی۔ اس روایت کے چند مقامات جو کمی و بیشی سے تعلق رکھتے ہیں حسبِ ذیل ہیں۔

887 32

Marfat.com

واما ظهورك على تناكر قوله فان خفتم الا تقسطوا فی الیتامی فانکحوا ما طاب لکم من النساء ولیس یشبه القسط فی الیتامی نکاح النساء فهو مما قدمت ذکرہ فی اسقاط المنافقین من القرآن و بین القول فی الیتامی وبین نکاح النساء من الخطاب والقصص اکثر من ثلث القرآن وهٰذا وما اشبه مما ظهرت حوادث المنافقین فیه لاهل النظر والتامل ووجد المعطلون واهل الملل المخالفین للاسلام مساغا الی القدح فی القرآن ۔ (کتاب احتجاج طبرسی مطبوعہ ایران ص ۱۱۹ تا ۱۳۴)

(خلاصہ) اور اے زندیق تجھ کو جو یہ معلوم ہوا کہ الا تقسطوا فی الیتامی فانکحوا ما طاب لکم من النساء ۔ بے ربط ہے یتیموں کے حق میں بے انصافی عورتوں سے نکاح کر لینے کے ساتھ کچھ ربط نہیں رکھتی ۔ تو جواب ہے کہ یہ مقام بھی انہیں مقامات میں سے جن کا ذکر میں نے پہلے کیا ہے کہ منافقوں نے قرآن سے بہت کچھ نکال ڈالا ۔ فی الیتامیٰ اور فانکحوا کے درمیان میں احکام اور قصے تھے ایک تہائی قرآن سے زیادہ تھے وہ سب یہاں سے نکال دیئے گئے لہذا مضمون بے ربط ہو گیا ۔ اور یہ اور اس قسم کے بہت سے مقامات ہیں کہ صاحبانِ نظر کو منافقوں کا تصرف محسوس ہو جاتا ہے مگر مخالفینِ اسلام کو قرآن شریف پر اعتراض کرنے کا موقع مل گیا ۔"

لطف یہ ہے کہ جناب امیر نے اس روایت میں جا بجا قرآن میں تحریف بتائی ۔ قرآن کے گھٹانے بڑھانے کا ذکر کیا مگر مقامات تحریف کو معین نہ کیا ۔ اور کہا کہ مجھے تقیہ بیان سے روکتا ہے ۔ اصل عبارت یہ ہے

ولو شرحت لك كل ما اسقط وحرف وبدل مما يجزى هذا المجرى بطال وظهر ما تحظر التقية اظهارہ (احتجاج طبرسی ص۱۳۴)

(ترجمہ) اور اگر (زندیق) میں تجھ سے تمام وہ مضامین جو قرآن میں سے نکال دیئے گئے اور تحریف و تبدیل کر دیئے گئے اور اسی قسم کے تحریفات کئے گئے جن کو اگر میں بیان کر دوں تو طول ہو گا۔ اور تقیہ جس چیز سے منع کرتا ہے وہ ظاہر ہو جائے گا"

قرآن شریف میں انسانی کلام کے اضافے کی روایات

اسی کتاب احتجاج طبرسی کی روائیت مذکورہ میں ہے کہ اس زندیق سے جناب امیر نے فرمایا والذی بدا فی الکتاب مِنَ الازراءِ علی النبیّ صلی اللہ علیہ وآلہ فرِیۃِ المُلحِدِین۔ مطلب یہ ہے کہ قرآن میں جو برائی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کی ہے وہ ملحدوں کی افتراء کی ہوئی ہے"

شیعوں کے امیر جناب کے نزدیک اس قرآن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی برائی ہے۔ (نعوذ باللہ) شیعہ اس قسم کی روایات کی تصنیف پر مجبور تھے کیونکہ جیسے اعتراضات وہ صحابہ کرامؓ پر کرتے ہیں ویسے اعتراضات بلاشبہ قرآن شریف، رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام پر کر سکتے ہیں۔ مگر اہلِ ایمان کے نزدیک قرآن کریم میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بے نظیر عظمت وجلالت کا بیان ہے۔ برائی کا نام ونشان بھی نہیں۔ اسی روائیت میں جناب امیر

Marfat.com

نے فرمایا :- انھم اثبتوا فی الکتٰب مالم یقلہ اللہ لیلبسوا علی الخلیقۃ - (احتجاج طبرسی ص) ترجمہ :- جامعینِ قرآن پاک نے مخلوق کو دھوکا دینے کے لئے وہ باتیں قرآن مجید میں بڑھا دیں جو اللہ نے نہیں فرمائی تھیں ۔" نیز اسی روایت میں ہے : ولیس یسوغ من عموم التقیۃ التصریح باسماء المبدلین ولا الزیادۃ فی ایاتہ علی ما اثبتوہ من تلقاءھم فی الکتاب لما فی ذالک من تقویۃ حجج اھل التعطیل والکنز والملل المنحرفۃ عن قبلتنا وابطال ھذا العلم الظاھر الذی قد استکان لہ الموافق والمخالف - (حوالہ بالا)

خلاصہ : تقیہ کی ضرورت اس قدر ہے کہ نہ میں ان لوگوں کے نام بتا سکتا ہوں جنہوں نے قرآن مجید میں تحریف کی ۔ نہ اس زیادتی کو بتا سکتا ہوں جو انہوں نے قرآن میں اپنی طرف سے بڑھائی جس سے فرقہ معطلہ و اہلِ کفر اور مذاہب مخالفین اسلام کی تائید ہوتی ہے اور اس علم ظاہر کا ابطال ہوتا ہے جس کے موافق مخالف سب قائل ہیں ۔"

نیز اس روایت میں ہے کہ جناب امیرؓ نے جمع قرآن کا قصہ اس زندیق سے یوں بیان فرمایا :- ثم دفعھم الاضطرار بورود المسائل عما لا یعلمون تاویلہ الی جمع وتاویلہ وتضمینہ من تلقائھم ما یقیمون بہ دعائھم کفرھم فصرخ منادیھم من کان عندہ شیٔ من القرآن فلیاتنا بہ ووکلوا تالیفہ ونظمہ الی بعض من وافقھم الی معاداۃ اولیاء اللہ فالفہ علی اختیارھم -

خلاصہ : "پھر جب ان منافقوں سے وہ مسائل پوچھے گئے جن کو وہ نہ جانتے

Marfat.com

تھے وہ مجبور ہوئے کہ قرآن کو جمع کریں اس کی تغیر کریں اور اپنی طرف سے وہ باتیں قرآن میں بڑھائیں جن سے ان کے کفر کے ستون قائم ہوں۔ لہٰذا اِن کے منادی نے اعلان دیا کہ جس کے پاس کوئی حصہ قرآن کا ہو وہ ہمارے پاس لے آئے اور منافقوں نے قرآن کی جمع و ترتیب کا کام اُس شخص کے سپرد کیا جو دوستانِ خدا کی دشمنی میں اِن کا ہم خیال تھا۔ اس نے ان کی پسند کے موافق قرآن کو جمع کیا۔"

پھر اس مضمون کے سلسلہ میں جنابِ امیرؑ نے فرمایا: وَزَادُوا فِيهِ مَا ظَهَرَ تَنَاكُرُهٗ وَتَنَافُرُهٗ۔ یعنی "اور بڑھا دیں انہوں نے قرآن میں وہ باتیں جن کا خلاف فصاحت ہونا اور قابلِ نفرت ہونا ظاہر تھا۔"

ناظرین حضرات! اب غور فرمائیں۔ یعنی شیعوں کے جناب امیرؑ کے اِن ارشادات سے معلوم ہوا کہ یہ قرآن جو ہمارے پاس ہے دین کی کتاب نہیں ہے بلکہ اِس سے کُفر کے ستون قائم ہوتے ہیں۔ مذاہبِ باطلہ کی تائید ہوتی ہے اور اس میں خلافِ فصاحت و بلاغت عبارتیں ہوتی ہیں۔ (توبہ، استغفراللہ)۔ نیز امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: لولا انہ زید فی القرآن و نقص مَا خَفِيَ حَقُّنَا عَلٰی ذِي حِجًى۔ (تفسیر صافی بحوالہ تفسیر عیاشی) (ترجمہ) "اگر قرآن میں کمی بیشی نہ کی ہوتی تو ہمارا حق کسی عقل مند پہ پوشیدہ نہ ہوتا۔"

ناظرین حضرات یہ عقائد ہیں اُن شیعہ پاک کے جو آج بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ ہمارا بھی اس قرآن پر ایمان ہے۔ تو میں پوچھتا ہوں اگر تمہارا ایمان قرآن پر ہوتا تو ایسی اختلافی باتیں نہ ہوتیں۔

Marfat.com

آپ کا قرآن ستر (۷۰) گز لمبا چالیس گز چوڑا ہے۔ آپ کا ہمارے اس تیس (۳۰) پارے والے قرآن پر ایمان نہیں۔ آپ کے قرآن کی موٹائی اونٹ کی ران جتنی ہے اگر آپ مومن ہیں سچے ہیں تو وہ قرآن لائیں جس کو آئمہ اطہار نے مرتب کیا تھا۔ خبردار ہمارے قرآن پاک کو مت ہاتھ لگانا اور ہمارے اس قرآن پاک کی تلاوت مت کرنا۔ منبر پہ، مجلسوں میں، خطبوں میں، نماز میں دیگر عبادات میں، وعظ میں، تقریر میں، تحریر میں ہرگز ہرگز آپ کو حق حاصل نہیں ہمارے بزرگوں کا یہ جمع کردہ ہے۔ آپ کے امیر علیہ السلام نے فرمایا سنیوں والے قرآن میں فصاحت نہیں بلاغت نہیں۔ اور نہ یہ دین کی کتاب ہے۔ چونکہ یہ کتاب مذاہب باطلہ کی تائید کرتی ہے۔ بلکہ اس میں کفر کے ستون قائم ہوتے ہیں۔ نیز آپ کے امام صاحب فرماتے ہیں اس موجودہ قرآن شریف میں کمی بیشی ہونے کی وجہ سے ہمارا حق نہ مارا جاتا۔ یعنی اس قرآن نے ہی آپ کے حقوق غصب کیے۔ ایسے غاصب قرآن کے قریب بھی آپ کو نہیں آنا چاہیے۔ بلکہ آپ کو مس تک بھی نہیں کرنا چاہیے۔ معلوم ہوا ایسے لوگوں کے بارے فرمایا گیا ہے۔ لَا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ؕ

قرآن مجید کے الفاظ بدلے جانے کی روایات

(۱) قراء رجل عند ابی عبد اللہ علیہ السلام قُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ فقال لیس ھکذا انزلت

Marfat.com

انما ھی والمامون فنحن المامونون ۔ (ترجمہ) ایک شخص نے امام جعفر صادق کے سامنے یہ آیت پڑھی قُلِ اعْمَلُوْا فَسَیَرَی اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ تو امامؑ صاحب نے فرمایا اس طرح نہیں نازل ہوئی۔ مومنون کے بجائے مامونون کا لفظ تھا اور مامونون ہم لوگ ہیں۔" (اصول کافی ص ۲۶۸)

(۲) تفسیرِ قمی میں جس کے مصنف امام حسن عسکری کے شاگرد خاص ہیں لکھا ہے واما کان خلاف ما انزل فھو قولہٗ تعالیٰ کنتم خیر اُمّۃ اخرجت للناس الآیۃ فقال ابوعبداللہ علیہ السلام لقاری ھذہ الآیۃ خیر اُمّۃٍ یقتلون امیر المؤمنین والحسینؓ ابن علیؓ فقیل لہ کیف نزلت فقال انما انزلت آئمۃ اُخرجت للنّاس (ترجمہ) "اور وہ چیزیں جو موجودہ قرآن میں خلاف مَا اَنْزَلَ اللہ ہیں ان میں ایک آیت یہ ہے کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیت کے پڑھنے والے سے فرمایا کہ واہ کیا اچھی اُمّت ہے کہ امیر المؤمنین کو اور حسین ابنِ علی کو قتل کر دیا۔ پوچھا گیا کہ یہ آیت کس طرح نازل ہوئی تھی تو امام نے فرمایا کہ خَیْرَ اَئِمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ نازل ہوئی تھی۔ یعنی آیت میں اصل لفظ "آئمہ" تھا بجائے اس کے "اُمّت" کر دیا گیا۔"

اب آپ ہی انصاف فرمائیں۔ امام جعفر صادق نے اس مطلب کو غلط قرار دیا کہ جن لوگوں نے حضرت علیؓ اور حضرت حسینؓ کو قتل کیا وہ کس طرح بہتر ہو سکتے ہیں۔ حالانکہ آیت میں خطاب صحابہ کرامؓ سے ہے نہ کہ قاتلانِ علیؓ و حسینؓ سے۔

Marfat.com

علمائے شیعہ کے تین اقرار

(۱) علامہ نوری طبرسی اپنی کتاب "فصل الخطاب" مطبوعہ ایران کے صفحہ ۲۱۱ میں فرماتے ہیں:- "بہت سی معتبر حدیثیں جو صاف بتا رہی ہیں کہ موجودہ قرآن میں کمی ہو گئی اس میں بہت سا حصہ نکال دیا گیا۔ علاوہ اسکے جو دلائل سابقہ کے ضمن میں گذر چکا اور یہ قرآن مقدار نزول سے جو بطور اعجاز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب پر نازل ہوا تھا بہت کم ہے۔ کسی آیت یا سورت کی تخصیص نہیں اور یہ حدیثیں جو ان معتبر کتابوں میں ہیں جن پر ہمارے اصحاب کا اعتبار ہے جس قدر حدیثیں مجھے ملیں میں نے اس باب میں جمع کر دی ہیں"۔ اس کے بعد بکثرت کتابوں کے نام بتائے ہیں اور روایاتِ تحریف کے انبار لگا دیئے ہیں۔

(۲) اسی کتاب کے ص۳۰ میں ہے۔ "سید محدث نعمت اللہ جزائری نے کتاب میں لکھا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ امامیہ کا اتفاق اس بات پر ہے کہ وہ مستفیض بلکہ متواتر حدیثیں جو قرآن کی تحریف پر صریح دلالت کرتی ہیں صحیح ہیں اور یہ تحریف کلام میں بھی ہے۔ مادہ میں بھی ہے۔ اعراب میں بھی ہے۔ ان حدیث کی تصدیق پر سب متفق ہیں۔

(۳) نیز اسی کتاب کے ص۲۲۷ میں ہے:۔ وھی کثیرۃ جدا حتی قال السید نعمت اللہ الجزائری فی بعض مؤلفاتہ کما حکی عنہ ان الاخبار الدالۃ علی ذالک تذید علی الفی حدیث وادعی

استفاضتها جماعة کالمفید والمحقق الداماد والعلامة المجلسی وغیرهما بل الشیخ ایضاً صرح (فی التبیان) بکثرتها بل ادعی تواترها جماعة یاتی ذکرهم۔

(ترجمہ) "تحریف قرآن کی حدیثیں بہت ہیں یہاں تک کہ سید نعمت اللہ جزائری نے اپنی بعض تصنیفات میں جیسا کہ ان سے منقول ہے لکھا ہے کہ تحریف کی روایات دو ہزار سے زیادہ ہیں۔ اور ایک جماعت نے ان روایات کے مستفیض ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ مثل مفید اور محقق داماد اور علامہ مجلسی وغیرہ کے۔ بلکہ شیخ نے (تبیان) میں ان روایات کے کثیر ہونے کی تصریح کی ہے۔ بلکہ ایک جماعت نے متواتر ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ ان لوگوں کا ذکر آئندہ ہوگا"

واعلم ان تلک الاخبار منقولة من الکتاب المعتبرة التی علیها معول اصحابنا فی اثبات الاحکام الشرعیة والآثار النبویة

(ترجمہ) "جاننا چاہیئے کہ یہ حدیثیں ان معتبر کتابوں سے منقول ہیں جن پر ہمارے اصحاب کا احکام شرعیہ اور احکام نبوّیہ کے ثابت کرنے میں دار و مدار ہے"

(۴) پھر یہی علامہ نوری فصل الخطاب کے صفحہ ۱۲۱ پر لکھتے ہیں

کان لامیر المؤمنین علیه السلام، قرآناً مخصوصاً جمعه بنفسه بعد وفات رسول الله صلی الله علیه واله وعرضه علی القوم فاعرضوا عنه فحجبه عن اعینهم وکان عند ولده علیهم السلام یتوارثونه امام عن امام کسائر خصائص الامامة وخزائن

Marfat.com

النبوة هو لاعند الحجة عجل الله فرجه يظهره للناس بعد ظهوره ويامرهم بقراءته وهو مخالف لهذا القرآن الموجود من حيث التاليف وترتيب السور والآيات بل الكلمات ايضاً ومن جهة الذيادة والنقيصة وحيث ان الحق مع علی علیه السلام وعلی مع الحق ففی القرآن الموجود تغیر من جهتین وهوالمطلوب"۔

(ترجمہ)" امیر المؤمنین علیہ السلام کا ایک قرآن مخصوص تھا جو خود انہوں نے بعد وفات رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ جمع کر کے صحابہ کے سامنے پیش کیا تھا۔ مگر انہوں نے اس سے مُنہ پھیرا۔ لہٰذا جنابِ امیرؑ نے اس کو انکی نظر سے پوشیدہ کر دیا اور وہ اِن کی اولاد کے پاس رہا۔ ایک امام سے دوسرے امام کو مثل اور خصائص امامت وخزائن نبوّت کے میراث میں ملتا رہا۔ اور اَب وہ امام مہدی کے پاس ہے جب وہ ظاہر ہوں گے تو اس کو نکالیں گے اور لوگوں کو اس کے پڑھنے کا حکم دیں گے اور وہ قرآن اس موجودہ قرآن سے ترتیب سورۃ و آیات بلکہ ترتیب الفاظ میں بھی مخالف ہے۔ اور کمی بیشی کے لحاظ سے بھی۔ اور چونکہ حق علیؑ کے ساتھ ہے اور علیؑ حق کے ساتھ ہیں۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ قرآن موجودہ میں دونوں قسم کی تحریف ہے اور یہی مقصود ہے"۔

(۵) تفسیر صافی کے دیباچہ میں ہے:۔ واما اعتقاد مشائخنا رحمهم الله فی ذالك فالظاهر من ثقة الاسلام محمد یعقوب الكلینی طاب ثراه انه كان یعتقد التحریف والنقصان فی القرآن لانه روی روایات فی هذا المعنی فی كتابه الكافی ولم یعرض لقدح فیها

Marfat.com

مع انه ذکر اول الکتاب انه کان یثق بما رواہ فیہ وکذالک اُستاذہٗ علی ابن ابراھیم القمی فان تفسیرہ مملوٌ منه ولہٗ غلوٌ فیہ و کذالک الشیخ احمد ابن ابی طالب الطبرسی ۔"

(ترجمہ) " اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ اس بارہ میں یہ ہے کہ محمد بن یعقوب کلینی قرآن کی تحریف ونقصان کے قائل تھے کیونکہ انہوں نے تحریف کی ۔ روائتیں اپنی کتاب (کافی) میں لکھی ہیں اور ان پر جرح نہیں کی ۔ حالانکہ انہوں نے شروع کتاب میں تصریح کی ہے کہ جس قدر روایات اس کتاب میں ہیں سب ان کے نزدیک معتبر ہیں اور اسی طرح ان کے استاد علی ابن ابراہیم قمی کی تفسیر ان روایات تحریف سے لبریز ہے اور ان کو اس میں غلو ہے اور اسی طرح شیخ احمد بن ابی طالب طبرسی ۔"

(۴) اب ہم دورِ آخر کے شیعہ مجتہد اعظم مولوی دلدار علی صاحب کی کتاب " عماد الاسلام " کی عبارت مشہور کتاب " اِستقصاءُ الاُفحام " سے نقل کرتے ہیں آیۃ اللہ فی العالمین یعنی مولوی دلدار علی نے عماد الاسلام میں چند احادیث تحریف کی جو سرداران خلق یعنی ائمہ اثنا عشر علیہم السلام سے مروی ہیں ۔ نقل کر کے فرمایا ہے " کہ ان احادیث کا مقتضیٰ یہ ہے کہ کچھ نہ کچھ تحریف اس قرآن میں جو ہمارے سامنے ہے ضرور ہوگئی ہے بلحاظ زیادہ اور کم ہو جانے بعض حروف کے ، بلکہ بعض الفاظ کے ، اور بلحاظ ترتیب کے بھی بعض مقامات میں ان احادیث کے تسلیم کر لینے کے بعد اس میں کچھ شک نہیں کیا جاتا ۔"

(2 عبارت منقولہ کے بعد تحریف قرآن کی کچھ صورتیں بھی مولوی

Marfat.com

دلدار علی صاحب نے بیان فرماتی ہیں منجملہ اُن کے ایک "نفیس بات" یہ لکھی ہے کہ "خود رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے بحکم خداوندی پورا قرآن اُمت کو دیا ہی نہیں۔ صحابہ کے خوف سے بہت سی آیتیں آپؐ نے چھپا ڈالیں۔ جس قدر قرآن کا ظاہر کرنا آپ کو مصلحت معلوم ہوا اُسی قدر آپ نے صحابہ کو دیا باقی سب تقیہ کی نذر ہو گیا"۔

"عماد الاسلام" کی اصل عبارت ازالۃ الغین سے نقل کرتے ہیں۔

وَمِنْهَا اَنَّهٗ معلُوم من حال النبی کما لا یَخفٰی علی المتفحص الذکی ذِی الحدیث الصائب اَنَّهٗ مع کمالِ رَغبةِ تخلیفهٖ عَلِیًّا کَانَ فی غایةِ التّقیةِ من قومهٖ وَلِهٰذا عِندِی دلائل وَ اَمارات وَلَا یَسَعُ المقامُ ذِکرُهَا فَیَحتَمِلُ عِندَ العَقلِ ان النَّبِیَّ حِفظًا البیضة الاِسْلَامِ الظَّاهِرِیِّ اَوْدَعَ القُرْاٰنَ النَّازِلَ الْمُشْتَمِلَ علی نُصُوصِ اَسمَاءِ الاَئمة وَ اَسمَاءِ الْمُنَافِقِیْنَ مثلا عند محارم اسرارهٖ کعلی بامرِ اللّٰهِ لِئلا یرتد القوم باسرهم لما علم من حالهم عدم احتمال ذالک واظهرهم بقدر ما علم المصلحة فی اظهارهٖ ولما کانُوا هُمُ الباعثین لِلنّبِیّ علی ذَالِکَ کَانَ الاسناد الیهم فی محلّه"۔

(خلاصہ) "منجملہ تحریف کی صورتوں کے ایک یہ ہے کہ نبی کا حال معلوم ہے۔ اور سمجھ دار ذہین آدمی جو تلاش کرے اُس پر یہ بات پوشیدہ نہیں کہ آپ باوجودیکہ نہایت رغبت اس بات کی رکھتے تھے کہ علیؓ کو اپنا خلیفہ بنائیں۔ مگر اپنی قوم کی طرف سے بہت تقیہ کرتے تھے۔ اس بات کے لئے میرے پاس دلائل وعلامات ہیں۔ پس یہ احتمال قرین عقل ہے کہ

Marfat.com

نبیؐ نے اسلام ظاہری کی حفاظت کے لئے بحکمِ خُدا اصلی قرآن جس آئمہ کے نام اور مُنافقوں کے نام کی آیتیں تھیں اپنے محرم راز مثلاً علیؓ کے پاس ودیعت رکھوا دیا تاکہ تمام لوگ مُرتد نہ ہو جائیں کیونکہ آپ کو ان کا حال معلوم تھا کہ وہ اِن آیات کو بَرداشت نہ کر سکیں گے اور آپ نے صِرف اس قدر قرآن اُن پر ظاہر کیا جس کا ظاہر کرنا آپ کے نزدیک قرین مصلحت تھا۔ اور چونکہ اصل قرآن کے چھُپا ڈالنے کا سبب صحابہ تھے اِسلئے یہ کہنا کہ انہوں نے قرآن میں تحریف کر دی بالکل صحیح ہے"

ناظرین حضرات! مذکورہ بالا عبارت سے اب اس قوم کی قلعی کھُل گئی۔ یعنی جس قوم میں رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے وہ قوم بڑی جابر اور سخت قسم کی تھی۔ اللہ کے آخری پیغمبر کو جو سیّد الانبیاء والمرسلین ہیں اِس قوم سے ڈرتے تھے۔ افسوس ایسے مکرم رسولؐ کو بھی اس قوم سے بڑا خوف تھا اللہ کا پورا حکم نہ دے سکتے تھے۔ نبیؐ مکرم کی دِلی تمنائیں ان کی بھی تکمیل ہوتی نظر نہ آئی چونکہ سب سے زیادہ اِس اُمت میں آنحضرتؐ کو علی ابن ابی طالب ہی محبوب تھے اور نہایت رغبت اس بات کی رکھتے تھے کہ علیؓ کو اپنا جانشین بنالیں۔ مگر قوم کے ڈر سے ایسا نہ کر سکے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس قوم کی حالت کو اللہ تعالٰے بھی نہ بدل سکا۔ اللہ تعالٰے کو بھی اس قوم سے ڈر تھا کہ یہ قوم میرے اصلی قرآن کو برداشت نہیں کر سکے گی۔ چنانچہ نبی پاکؐ اور اللہ پاک میں اس بات پر سمجھوتہ ہوا کہ سارا قرآن اس قوم میں نہ دیا جائے بلکہ مصلحت کے تحت جتنا یہ

Marfat.com

برداشت کریں اتار دیا جائے اور اصلی قرآن جس میں آئمہ کے اسمائے گرامی اور منافقین کے نام کی آیتیں ہیں جناب علیؓ کے پاس بطور امانت رکھ دیا جائے ایسا نہ ہو کہ اصلی قرآن سے تمام کے تمام مرتد ہو جائیں۔ اب محل سوال یہ ہے کہ جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ صحابہ تک پہنچ گیا اور صحابہ کرامؓ نے اس پہ خوب عمل کیا۔ اب وہ کونسا قرآن ہے جس میں صحابہ کرامؓ نے تحریف کی۔ اگر اصل قرآن میں تحریف ہوئی ہے وہ تو صحابہؓ کے پاس نہیں۔ اس کی ذمہ داری تو علیؓ پر عائد ہوتی ہے جن کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے رسولِ مکرمؐ بطور امانت دے گئے تھے اور یہ بھی علیؓ کو ہدایت دی ہو گی کہ اصحابِ رسولؐ کو مت دکھانا کہیں وہ گمراہ نہ ہو جائیں۔ صحابہؓ کے بعد اس اصلی قرآن کو آئمہ اطہار کے ذریعہ قوم کو ہدائیت دینا۔ مگر تاریخ شاہد ہے کہ جناب گیارویں امام حسن عسکری تک اس کو پوشیدہ رکھا گیا۔ پھر امام مہدی سرمن غار میں لے کر چھپ گئے آج چودہ سو برس گذر گئے صحابہ کرامؓ کا اتنا خوف طاری ہے کہ ابھی تک اصل قرآن لے کر تشریف نہیں لا رہے۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

الحمدُللہ : یہ فخر صرف اہل اسلام یعنی اہلسنّت ہی کو ہے کہ فرمانِ الٰہی اور ارشادِ رسولؐ گرامی، سیرتِ صحابہؓ پہ عمل پیرا ہیں۔ بحکم خداوند کریم تِبْیَانُ لِکُلِّ شَیْءٍ ہر چیز کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتَابٍ مُّبِیْنٍ کوئی ایسی تری نہیں اور نہ کوئی ایسی خشکی ہے جس کا ذکر روشن کتاب میں نہ ہو۔" قرآن

Marfat.com

مکمل ہے دین کامل ہے۔ نبی مکرمؐ نے تمام احکامات پہنچائے۔ ہمارے پروردگارِ عالم نے اور ہمارے رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے سب کچھ بتایا اور اللہ والوں نے اس پر عمل کر کے اللہ کی رضائیں حاصل کیں۔ ہم صحابہ کرامؓ اور اہلِ بیتؓ کو بھی مانتے ہیں جو کفّار پر سخت تھے اور آپس میں رحیم و کریم تھے۔ یہ لوگ دین میں دُنیا میں اِسلام کی اشاعت میں، کردار میں، افعال و حرکات میں، عبادت و ریاضت میں، زُہد و تقویٰ میں، شرافت و نجابت میں ہمیشہ ہمیشہ اللہ اور رسولؐ کی مرضی کو مُقدّم رکھتے تھے۔ نماز روزہ ہو، حج زکوٰۃ ہو، صدقہ خیرات ہو، جہاد ہو، سفر ہو حضر ہو، مشورہ ہو اللہ کے حکم کے مُطابق عمل پیرا ہوتے تھے اور سُنّتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلّم پر عمل پیرا ہوتے تھے۔

سبائی اینڈ کمپنی والو! آج سے اپنے آپ کو مُسلمان یا مومن مت کہلایا کرو۔

۱۔ چونکہ آپکا اس الہامی کتاب یعنی قرآن شریف پر ایمان نہیں۔ بالکل نہیں ہرگز نہیں۔

۲۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کو بھی خائن اور جھوٹا قرار دیا ہے۔ (نعوذ باللہ)

۳۔ آپ نے رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کو بھی جھوٹا اور بے انصاف ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔

۴۔ آپ نے حضرت علیؓ شیرِ خُدا کو بھی بُرا بھلا اور بزدل، امانت میں خیانت کرنے والا کہا ہے۔

۵۔ آپ نے علیؓ سے مہدی تک تمام ائمہ کو تقیہ پرست اور دین

Marfat.com

میں خیانت کرنے والے کہا ہے۔

آپ کے اصولِ دین پانچ ہیں۔ ۱۔ توحید۔ ۲۔ عدل۔ ۳۔ نبوت ۴۔ امامت۔ ۵۔ قیامت۔ اور فروعِ دین وہ پورے دس۔ ۱۔ نماز۔ ۲۔ روزہ۔ ۳۔ حج۔ ۴۔ زکوٰۃ۔ ۵۔ خمس۔ ۶۔ جہاد۔ ۷۔ تولّا۔ ۸۔ تبرّا۔ ۹۔ امر بالمعروف۔ ۱۰۔ نہی عن المنکر۔

ہم مسلمان آپ سے یہ سوال کرتے ہیں کہ یہ اصولِ دین اور فروعِ دین کس الہامی کتاب سے ماخوذ ہیں؟ اگر آپ جواب دیں کہ ہم نے قرآن سے لئے ہیں تو بتائیں وہ قرآن کہاں ہے؟۔ اگر آپ جواب دیں حجّتِ زمانہ کے پاس جو قرآن ہے۔ ۷۰ گز لمبا، ۴۰ گز چوڑا اور اونٹ کی ران جتنا موٹا ہے اس سے لئے ہیں تو میں آپ کو سرکارِ حسینؓ کے خون کی قسم دے کر سوال کرتا ہوں کہ اس قرآن کو آپ کے کسی مجتہد نے یا عالم، فاضل نے دیکھا ہے۔؟ میرا دعویٰ ہے کہ ہرگز ہرگز نہیں دیکھا اور نہ کوئی دیکھ سکتا ہے اور نہ کوئی اس کا وجود ہے۔ تو حضرات آپ فرمائیں گے کہ ہمارا اُس قرآن پہ عمل ہے جس پر تم عمل کرتے ہو تو یہ انصاف کے خلاف ہے۔ آپ کے ائمہ اور متقدمین خلف سلف کے ارشادات نے واضح کر دیا ہے کہ یہ قرآن اصلی قرآن نہیں یہ نقلی قرآن ہے اس میں ایک حرف بھی صحیح نہیں۔ اصل قرآن وہ ہے جو اللہ نے رسولؐ کو دیا۔ رسولؐ نے علیؓ کو دیا۔ علیؓ نے حسنؓ کو حسنؓ نے حسینؓ کو پھر امام باقر کو پھر امام جعفر صادق کو پھر امام موسیٰ کاظم کو پھر امام علی رضا کو پھر امام محمد تقی کو پھر امام علی نقی کو پھر امام حسن عسکری کو اس سے لیکر محمد مہدی غار میں چھپ گئے۔

Marfat.com

سبائی اینڈ کمپنی کے ٹھیکیدارو ! کیا اس قرآن اصل کی ایک یا دو آیتیں بتادو یا سُنادو۔ اگر آپ نہ بتا سکے یا نہ سُنا سکے تو لامحالہ ہم یہ بات کہنے پر مجبور ہیں کہ آپ کے پاس کوئی الہامی کتاب نہیں۔ جب آپ کے پاس اصلی الہامی کتاب ہے ہی نہیں تو پھر آپ کے اصُولِ دین اور فروعِ دین کیا ہوئے۔ پھر آپ مومن اور مُسلمان کیوں کر کہلاتے ہو۔ کتاب نہیں تو شریعت نہیں، طریقت نہیں، حقیقت نہیں، معرفت نہیں، نہ نماز، نہ روزہ، نہ حج، نہ زکوٰۃ پھر تو کچھ بھی نہیں۔ معلوم ہوتا ہے آپ کسی اہلِ کتاب سے ضرور واسطہ رکھتے ہونگے۔ مُسلمانوں سے آپ کا کوئی واسطہ نہیں۔

۲ قرآن شریف کی بجائے شیعوں کے اصلی دینی ماخذ

اس دوسرے نمبر میں ہم یہ دکھلانا چاہتے ہیں کہ ترکِ قرآن کے بعد مذہب شیعہ کے مغضبوں نے اپنے دام اُفتادوں کو قرآن حکیم کے بدلہ میں کیا دیکر بہلایا۔ اور سبائیہ کمیٹی کے چلتے پُرزوں نے سادہ لوحوں کو کیسے کیسے سبز باغ دکھلائے۔ بجائے قرآن شریف کے کیا کیا ماخذِ دین و مذہب کے تصنیف کیئے۔ اپنے خیال میں تو انہوں نے عقل کے دشمنوں کو یہ باور کرایا کہ ایک قرآن ہم نے تم سے چُھڑایا اور اس سے بہتر و برتر مُتعدد چیزیں تم کو دیں۔ مگر صاحبانِ عقل خوب سمجھتے ہیں کہ اُنہوں نے کیا لیا اور کیا دیا۔ یقین سے اِن کو بے بہرہ کیا۔ اور شکوک و اوہام کی ایک زنبیل ان کے ہاتھ میں دے دی۔ گوہرِ بے بہا ان کا ضائع کیا اور چند

غزب رینے اِن کو پکڑا دیئے۔ کتابُ اللہ سے ان کو بے تعلق کیا۔ اور تلبیسات کا طومار اُن کے سروں پر لاد دیا۔ بالکل وہی کیفیت جو بنی اسرائیل کی قرآن مجید میں بیان ہوئی ہے کہ اِن کو بے تردّد و بے مُشقّت بڑے اطمینان سے من وسلوٰی مِل رہا تھا۔ مگر انہوں نے فریبِ ابلیس میں آکر بجائے اس نعمت کے پیاز اور لہسن وغیرہ مانگا۔ اِس پر حضرت موسٰی علیہ السّلام نے ان کو سمجھایا کہ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِیْ هُوَ اَدْنٰی بِالَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ مگر جب انسان کی شامت آتی ہے تو اس پر کسی نصیحت کا اثر نہیں ہوتا۔ آخر اس کا نتیجہ وہی ہوا جو ہونا چاہیئے تھا۔

قرآن مجید کے بجائے شیعہ فرقہ کی بُنیادی مندرجہ ذیل کُتب ہیں۔ صحیفہ، جفرؔ، جامعہؔ، مصحفؔ فاطمہ، کتابؔ علی، کتابؔ شبقدر، نجومؔ یا جوتش، وحیؔ حقانی۔

اب ان چیزوں کا بیان شیعوں کی معتبر کتابوں سے ملاحظہ فرمائیں۔ فرقہ شیعہ کی سب سے زیادہ معتبر کتاب "**کافی**" ہے پہلے اس کی روایت دیکھئے۔ اُصولِ کافی صـ ۱۴۶ مطبوعہ نولکشور میں ایک مُستقل باب ہے جس کا عنوان یہ ہے بَابٌ فِیْهِ ذِکْرُ الصَّحِیْفَةِ وَالْجَفْرِ وَالْجَامِعَةِ وَمُصْحَفِ فَاطِمَةَ عَلَیْهَا السَّلَامُ۔ اِس باب میں پہلی روایت یہ ہے:۔ عَنْ اَبِیْ بَصِیْرٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عَنْ مَسْاَلَةٍ اَهٰهُنَا اَحَدٌ یَسْمَعُ کَلَامِیْ قَالَ فَرَفَعَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ سِتْرًا بَیْنَهٗ

Marfat.com

وَبَيْنَ بَيْتٍ آخَرَ فَاطَّلَعَ فِيهِ ثُمَّ قَالَ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ سَلْ عَمَّا بَدَا لَكَ
قَالَ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنَّ شِيعَتَكَ يَتَحَدَّثُونَ أَنَّ
رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ عَلَّمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَلْفَ بَابٍ
يُفْتَحُ لَهُ مِنْهُ أَلْفُ بَابٍ يُفْتَحُ مِنْ كُلِّ بَابٍ أَلْفُ بَابٍ قَالَ قُلْتُ
هٰذَا وَاللّٰهِ الْعِلْمُ قَالَ فَنَكَتَ سَاعَةً فِي الْأَرْضِ ثُمَّ قَالَ إِنَّهُ
لَعِلْمٌ وَمَا هُوَ بِذَالِكَ قَالَ ثُمَّ قَالَ وَإِنَّ عِنْدَنَا الْجَامِعَةَ وَمَا
يُدْرِيهِمْ مَا الْجَامِعَةُ قَالَ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ وَمَا الْجَامِعَةُ
قَالَ صَحِيفَةٌ طُولُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا بِذِرَاعِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَإِمْلَائِهِ مِنْ فَلْقِ فِيهِ وَخَطِّ عَلِيٍّ
بِيَمِينِهِ فِيهَا كُلُّ حَلَالٍ وَحَرَامٍ وَكُلُّ شَيْءٍ يَحْتَاجُ إِلَيْهِ
النَّاسُ حَتَّى الْأَرْشُ فِي الْخَرْشِ وَضَرَبَ بِيَدِهِ إِلَيَّ
فَقَالَ لِي تَأْذَنُ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ قَالَ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنَّمَا
أَنَا لَكَ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ قَالَ فَغَمَزَنِي بِيَدِهِ وَقَالَ حَتَّى
أَرْشُ هٰذَا كَأَنَّهُ مُغْضَبٌ قَالَ قُلْتُ هٰذَا وَاللّٰهِ الْعِلْمُ قَالَ إِنَّهُ
لَعِلْمٌ وَلَيْسَ بِذَاكَ ـ ثُمَّ سَكَتَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ وَعِنْدَنَا
الْجَفْرُ وَمَا يُدْرِيهِمْ مَا الْجَفْرُ قَالَ قُلْتُ وَمَا الْجَفْرُ قَالَ
وِعَاءٌ مِنْ أَدَمٍ فِيهِ عِلْمُ النَّبِيِّينَ وَالْوَصِيِّينَ وَعِلْمُ الْعُلَمَاءِ
الَّذِينَ مَضَوْا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ قَالَ قُلْتُ إِنَّ هٰذَا هُوَ
الْعِلْمُ قَالَ إِنَّهُ لَعِلْمٌ وَلَيْسَ بِذَالِكَ ثُمَّ سَكَتَ سَاعَةً
ثُمَّ وَإِنَّ عِنْدَنَا لَمُصْحَفَ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ وَمَا

Marfat.com

یُذَیِّبُهمُ مَامُصْحَفُ فَاطِمَةُ قَالَ مُصْحَفٌ فِیهِ مِثْلُ قُرْاٰنِکُمْ هٰذَا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَاللهِ مَافِیهِ مِنْ قُرْاٰنِکُمْ حَرْفٌ وَاحِدٌ قَالَ قُلْتُ هٰذَا وَاللهِ الْعِلْمُ وَمَاهُوَ بِذٰلِکَ ثُمَّ سَکَتَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ اِنَّ عِنْدَنَا عِلْمَ مَاکَانَ وَعِلْمُ مَاهُوَ کَائِنٌ اِلٰی اَنْ تَقُوْمَ السَّاعَةُ۔

(خلاصہ) " ابوبصیر سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں گیا۔ تو میں نے کہا کہ میں آپ پر فدا ہو جاؤں ایک مسئلہ آپ سے پوچھتا ہوں۔ یہاں کوئی ایسا شخص تو نہیں ہے جو میری بات سن رہا ہو تو امام جعفر صادق نے پردہ جو اُن کے اور دوسرے مکان کے درمیان میں تھا اُٹھایا اور اُس میں جھانک کر دیکھا پھر کہا اے ابو محمد کوئی نہیں۔ جو جی چاہے پوچھو۔ ابو بصیر کہتے ہیں میں نے کہا میں آپ پر فدا ہو جاؤں آپ کے شیعہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ نے حضرت علی کو ایک دروازہ علم کا ایسا بتلایا تھا جس سے دو ہزار دروازے کھل جاتے ہیں۔ امام جعفر صادق نے کہا اے ابو محمد کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے علی کو فقط ایک دروازہ علم کا ایسا بتلایا تھا جس سے ہزار دروازے ان کے لئے کھل جاتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ اے ابو محمد، رسولِ خدا نے علی علیہ السلام کو ہزار دروازے بتلائے تھے جن کے ہر دروازہ سے ہزار ہزار دروازے کھلتے ہیں۔ ابو بصیر کہتے ہیں اس میں یہ خدا کی قسم بڑا علم ہے۔ تو امام نے کچھ دیر زمین کو کریدا (غور و فکر کی حالت میں انسان ایسا کرتا ہے) پھر فرمایا ہاں یہ علم

Marfat.com

ہے مگر بڑا علم نہیں ہے۔ پھر امام نے فرمایا کہ بہ تحقیق ہمارے پاس جامعہ ہے امام حسنؑ کی اولاد کو کیا معلوم کہ جامعہ کیا چیز ہے۔ میں نے کہا کہ میں آپ پر فدا ہو جاؤں۔ کہ جامعہ کیا چیز ہے امام نے فرمایا ایک کتاب ہے جس کی لمبائی رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے گز سے ستر گز ہے۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے اپنے منہ کی بولی ہوئی ہے اور علی کے داہنے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔ اس کتاب میں تمام حلال و حرام کی باتیں ہیں اور تمام وہ چیزیں ہیں جن کی لوگوں کو حاجت رہتی ہے۔ یہاں تک کہ کسی کا بدن کسی سے چھل جائے اس کی دیت اس میں ہے۔ اور امام نے اپنا ہاتھ اُٹھا کر کہا اے ابو محمد تم مجھے اجازت دیتے ہو (کہ میں تمہارے بدن میں کچھ کروں)۔ میں نے کہا میں آپ پر فدا ہو جاؤں میں تو آپ ہی کا ہوں آپ جو جی چاہے کیجئے۔ امام نے غصہ کے ساتھ اپنے ہاتھ سے میرے جسم کو دبایا اور فرمایا کہ اس کی دیت بھی اس کتاب میں ہے۔ میں نے کہا وَاللہ یہ علم ہے امام نے فرمایا ہاں علم تو ہے مگر کوئی بڑا علم نہیں ہے۔ پھر امام جعفر صادق تھوڑی دیر چپ رہے پھر فرمایا اور ہمارے پاس جفر ہے مگر اولادِ حسن کو کیا خبر کہ جفر کیا چیز ہے۔ میں نے پوچھا کہ جفر کیا چیز ہے امام نے فرمایا چمڑے کا ایک ظرف ہے جس میں نبیوں کا اور وصیوں اور بنی اسرائیل

ؑ۱ :۔ عربی عبارت میں ضمیر ہے وہ ضمیر امام حسن کی اولاد کی طرف پھرتی ہے کیونکہ اس باب کی دوسری ہدایت میں صاف تصریح انکی ہے امام نے انکو حاسد، طالبِ دنیا، منکرِ حق فرمایا ص ۱۴۷، ۱۴۸ میں امام جعفر نے فرمایا میں نے مُصحفِ فاطمہ کو دیکھا اس میں امام حسن کی اولاد کی امامت کا بالکل ذکر نہیں" آپ خود غور فرمائیں کہ مالِ دُنیا کی خاطر بھائی بھائی کا دشمن بنا ہوا نظر آرہا ہے (مؤلف)

Marfat.com

کے تمام علمائے سابقین کا علم بھرا ہوا ہے۔ ابو بصیر کہتے ہیں میں نے کہا البتہ علم ہے۔ امام نے فرمایا ہاں علم تو ہے مگر کوئی بڑا علم نہیں ہے پھر تھوڑی دیر امام چپ رہے اس کے بعد فرمایا کہ ہمارے پاس فاطمہ علیہا السلام کا مصحف ہے۔ اولادِ حسن کو کیا خبر کہ مصحفِ فاطمہ کیا چیز ہے۔ پھر امام نے کہا وہ ایک مصحف ہے جو تمہارے اس قرآن سے تگنا ہے۔ اللہ کی قسم تمہارے قرآن کا اس میں ایک حرف بھی نہیں۔ ابو بصیر کہتے ہیں میں نے کہا واللہ یہ علم ہے۔ امام نے کہا ہاں علم تو ہے مگر کوئی بڑا علم نہیں۔ پھر امام تھوڑی دیر چپ رہے اس کے بعد فرمایا بہ تحقیق ہمارے پاس ان چیزوں کا علم ہے جو قیامت تک ہوں گے۔ میں نے کہا میں آپ پر فدا ہو جاؤں یہ البتہ علم ہے۔ امام نے فرمایا ہاں علم تو ہے مگر کوئی بڑا علم نہیں ہے۔ میں نے کہا میں آپ پر فدا ہو جاؤں پھر بڑا علم کیا چیز ہے۔ امام نے فرمایا وہ علم جو رات اور دن میں نیا پیدا ہوتا ہے۔ حکم کے بعد حکم اور شے کے شے قیامت تک ۔"

ناظرین! آپ نے صحیفہ، جفر، جامعہ اور مصحفِ فاطمہؓ ان کتب شیعہ کا راوی ابو محمد ابو بصیر جس کے علم و فضل کے تمام اکابرینِ شیعہ معترف ہیں۔ فرقہ روافض میں فقیہ اعظم اور محدثِ عظیم سمجھا جاتا ہے۔ مذکورہ بالا ماخذ سے اس عظیم راوی نے مصحفِ فاطمہ کا اور قرآن کا تقابل کرتے ہوئے مصحفِ فاطمہ کو اس سے تگنا بتایا اور اس کا شرف یہ بتایا کہ قرآن کا ایک حرف بھی اس میں نہیں۔ گویا قرآن کے ایک حرف کا بھی ہونا عیب تھا۔ (استغفر اللہ) اگر ایسی توہین قرآن کی

کسی ایمان والے کے سامنے کی جاتی تو وہ اُسی وقت مزا چکھا دیتا۔ مگر ہم خوب جانتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق پر سراسر تہمت ہے وہ ہرگز ایسی گستاخی قرآن کریم سے کر کے اپنا نامۂ اعمال سیاہ کرنے والے نہ تھے

اب ہم ناظرین کی خدمت میں اِس روایت کے عظیم راوی ابو بصیرؒ کا مختصر تعارف پیش کرتے ہیں۔ یہ حضرت سبائیہ اینڈ کمپنی کے روحِ رواں تھے۔ اِن ہی کی روایات پر فرقہ شیعہ کا دار و مدار ہے۔ ابو بصیر ایک بڑے ممتاز بزرگ ہیں۔ یہ صاحب بزرگانِ اہلِ بیت پر افترا پردازی میں بڑے مشاق تھے۔ فروعِ کافی جلد دوم ص۱۸۱ میں ہے کہ "یہ صاحب شراب میں پانی مِلا کر نوش فرماتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ آلِ محمدؐ نے ہمیں اجازت دی ہے"۔ تنقیح رجال کشی مطبوعہ ایران ص۱۶۷ میں ہے کہ "ایک مرتبہ یہ صاحب امام جعفر صادق سے ملنے گئے جب اندر آنے کی اجازت نہ ملی تو بولے میرے ساتھ کھانے کا طبق ہوتا تو یقیناً اجازت مِل جاتی۔ اس پر ایک کُتا آیا حضرت ابو بصیر کے مُنہ میں پیشاب کر دیا"۔

اِس سے ظاہر ہوا کہ (۱) ابو بصیرؒ کی نگاہ میں امام جعفر صادق بڑے طمع پرست تھے دُنیا پرست تھے رشوت لے کر ملاقات کی اجازت دیتے تھے۔

(۲) ابو بصیر خود اصحاب آئمہ میں اس فضیلت کا مالک تھا کہ دروازہ پر پڑا رہے تو اُسے ملاقات کی اجازت ہی نہیں ملتی تھی اس اہمیت کا کیا کہنا

(۳) ابو بصیر چونکہ اندھا تھا کُتے کو دیکھ نہ سکا مگر اتنا تو سوچتا کہ آنکھیں تو خُدا نے بند کی تھیں مُنہ تو خود بند رکھتا۔ آخر مُنہ کھول کر لیٹنے سے کون سی حکمت تھی۔ پھر کُتا آخر جانور ہے مگر اتنی سمجھ تو

Marfat.com

اُسے بھی تھی کہ پیشاب کرنے کیلئے موزوں جگہ کون سی ہے۔
(۴) یہ اتفاق سمجھئے یا قدرت کی طرف سے انتباہ کہ اس مُنہ سے گلفشانی کی توقع نہ رکھنا بلکہ جیسا کچھ اس مُنہ میں داخل ہو رہا ہے ایسی ہی پاکیزہ باتیں اس مُنہ سے نکلیں گی۔ ظاہر ہے کہ ایسے مُقدّس مُنہ سے نِکلے ہوئے مَسائل کیسے پاکیزہ اور مقدّس ہونگے۔ اور جس امام کے متعلق اس صحابی کی یہ رائے ہے اس سے منسوب کر کے جو مسائل بیان کیے گئے ہوں گے یا گھڑے گئے ہونگے ان کے ثقہ اور مُعتبر ہونے میں کسی احمق کو شُبہ ہو سکتا ہے۔

کتابِ علیؓ

اب کتاب علی کا حال سماعت فرمائیں۔ فروعِ کافی جلد سوم کتاب المواریث صـ ۵۲ میں ہے کہ کتابِ علی والی روایت کو مشہور راوی زُرَارَۃ بیان کرتے ہیں۔ یہ صاحب فرقہ شیعہ میں بڑے مشاہیر بزرگوں میں شمار ہوتے ہیں۔ اور شیعوں کے شہید ثالث قاضی نوراللہ شوستری مجالس المؤمنین مطبوعہ ایران صـ ۱۴۷ میں زرارۃ صاحب کے عظیم الشان فضائل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اِن کو تین ائمہ کے صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے (۱) امام محمد باقرؒ ۔ ۲۔ امام جعفر صادق ۔ ۳۔ امام موسیٰ کاظم۔ اور لکھتے ہیں " اصدق اہل زماں خود و افضل ایشاں بود و حضرت امام جعفر درباره او فرمود۔ لَوْلَا زُرَارَۃُ لَقُلْتُ اِنَّ اَحَادِیْثَ اَبِیْ سَیَذْھَبُ (ترجمہ) امام نے فرمایا اگر زراہ نہ ہوتے تو میں کہتا کہ میرے باپ (امام باقرؒ) کی حدیثیں جاتی رہیں گی۔ نیز قاضی صاحب لکھتے ہیں کہ امام جعفر صادق

Marfat.com

نے ان کو آیت اَلسَّابِقُوْنَ السَّابِقُوْنَ ۝ اُوْلٰئِکَ الْمُقَرَّبُوْنَ کا مصداق قرار دیا۔ کتابِ علی کے متعلق ایک لمبی حدیث کو روایت کرتے ہیں

عَنْ زُرَارَۃَ قَالَ سَأَلْتُ اَبَا جَعْفَرٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ عَنِ الْجَدِّ فَقَالَ مَا اَجِدُ اَحَدًا قَالَ فِیْہِ اِلَّا بِرَایِہٖ اِلَّا اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ قُلْتُ اَصْلَحَکَ اللّٰہُ فَمَا قَالَ فِیْہِ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ فَقَالَ اِذَا کَانَ غَدًا فَالْقَنِیْ حَتّٰی اُقْرِئَکَہٗ فِیْ کِتَابٍ قُلْتُ اَصْلَحَکَ اللّٰہُ حَدِّثْنِیْ فَاِنَّ حَدِیْثَکَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ تُقْرِئَنِیْہِ فِیْ کِتَابٍ فَقَالَ لِیَ الثَّانِیَۃَ اِسْمَعْ مَا اَقُوْلُ لَکَ اِذَا کَانَ غَدًا فَالْقَنِیْ حَتّٰی اُقْرِئَکَ فِیْ کِتَابٍ فَاَتَیْتُہٗ مِنَ الْغَدِ بَعْدَ الظُّھْرِ وَکَانَتْ سَاعَتِیَ الَّتِیْ کُنْتُ اَخْلُوْ بِہٖ فِیْھَا بَیْنَ الظُّھْرِ وَالْعَصْرِ وَکُنْتُ اَکْرَہُ اَنْ اَسْئَلَہٗ اِلَّا خَالِیًا خَشْیَۃَ اَنْ یُفْتِیَنِیْ مِنْ اَجْلِ مَنْ یَحْضُرُہٗ بِالتَّقِیَّۃِ۔ فَلَمَّا دَخَلْتُ عَلَیْہِ اَقْبَلَ عَلَی ابْنِہٖ جَعْفَرَ فَقَالَ اَقْرِءْ زُرَارَۃَ صَحِیْفَۃَ الْفَرَائِضِ ثُمَّ قَامَ لِیَنَامَ فَبَقِیْتُ اَنَا وَجَعْفَرٌ فِی الْبَیْتِ فَقَامَ فَاَخْرَجَ اِلَیَّ صَحِیْفَۃً مِثْلَ فَخِذِ الْبَعِیْرِ فَقَالَ لَسْتُ اَقْرَءُکَھَا حَتّٰی تَجْعَلَ لِیَ اللّٰہَ عَلَیْکَ اَنْ لَا تُحَدِّثَ بِمَا تَقْرَأُ فِیْھَا اَحَدًا حَتّٰی اٰذَنَ لَکَ وَلَمْ یَقُلْ حَتّٰی یَاْذَنَ لَکَ اَبِیْ فَقُلْتُ اَصْلَحَکَ اللّٰہُ لِمَ تُضَیِّقُ عَلَیَّ وَلَمْ یَاْمُرْکَ اَبُوْکَ بِذَاکَ فَقَالَ مَا کُنْتَ بِنَاظِرٍ فِیْھَا اِلَّا عَلٰی مَا قُلْتُ لَکَ فَقُلْتُ فَذَاکَ لَکَ وَکُنْتُ رَجُلًا عَالِمًا بِالْفَرَائِضِ وَالْوَصَایَا بَصِیْرًا بِھَا فَلَمَّا اُلْقِیَ اِلَیَّ طَرَفُ الصَّحِیْفَۃِ

إِذَا كِتَابٌ غَلِيظٌ يُعْرَفُ أَنَّهُ مِنْ كُتُبِ الْأَوَّلِينَ فَنَظَرْتُ فِيهَا فَإِذَا فِيهَا خِلَافُ مَا بِأَيْدِي النَّاسِ مِنَ الصِّلَةِ وَالْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ الَّذِي لَيْسَ فِيهِ اخْتِلَافٌ عَامَّتُهُ كَذَالِكَ نَقْرَأْتُهُ حَتَّى أَتَيْتُ عَلَى آخِرِهِ بِخُبْثِ نَفْسٍ وَقِلَّةِ تَحَفُّظٍ وَإِسْقَامِ رَأْيٍ وَقُلْتُ وَأَنَا وَقُلْتُ وَأَنَا أَقْرَأُ بَاطِلٌ حَتَّى أَتَيْتُ عَلَى آخِرِهِ ثُمَّ أَدْرَجْتُهَا وَرَفَعْتُهَا إِلَيْهِ ثُمَّ لَقِيتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ لِي أَقَرَأْتَ صَحِيفَةَ الْفَرَائِضِ فَقُلْتُ مَا قَرَأْتُ قَالَ فَقُلْتُ بَاطِلٌ لَيْسَ بِشَيْءٍ هُوَ خِلَافُ مَا النَّاسُ عَلَيْهِ قَالَ فَإِنَّ الَّذِي رَأَيْتَ وَاللّٰهِ يَا زُرَارَةُ هُوَ الْحَقُّ الَّذِي رَأَيْتَ إِمْلَاءُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ خَطُّ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِيَدِهِ فَأَتَانِي الشَّيْطَانُ فَوَسْوَسَ فِي صَدْرِي فَقَالَ وَمَا يُدْرِي أَنَّهُ إِمْلَاءُ رَسُولِ اللّٰهِ وَخَطُّ عَلِيٍّ بِيَدِهِ -

فَقَالَ لِي قَبْلَ أَنْ أَنْطِقَ لَا تَشُكَّ وُدَّ الشَّيْطَانُ وَاللّٰهِ إِنَّكَ شَكَكْتَ وَكَيْفَ لَا أَدْرِي أَنَّهُ إِمْلَاءُ رَسُولِ اللّٰهِ وَخَطُّ عَلِيٍّ بِيَدِهِ وَقَدْ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي أَنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَدَّثَهُ بِذَالِكَ -

(ترجمہ) " زرارہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے امام باقر علیہ السلام سے دادا کی میراث کی بابت پوچھا تو امام نے فرمایا میں سوا امیر المومنین علیہ السلام کے اور کسی کو نہیں پاتا کہ اس مسئلہ میں اس نے اپنی رائے سے نہ بیان کیا ہو۔ میں نے کہا اللہ آپ کی اصلاح

کرکے بتایئے کہ امیر المؤمنین نے اس کے متعلق کیا فرمایا ہے۔ امام نے کہا کہ کل مجھ سے ملنا تو تمہیں یہ مسئلہ ایک کتاب میں پڑھادوں گا۔ میں نے کہا اللہ آپ کی اصلاح کرے مجھ سے آپ زبانی بیان کیجئے آپ کی بات مجھے زیادہ پسند ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ مجھے آپ کسی کتاب میں یہ مسئلہ پڑھائیں۔ امام نے مجھ سے دوبارہ کہا کہ جو میں تم سے کہتا ہوں اس کو سنو کل تم مجھ سے ملنا تاکہ میں تم کو ایک کتاب پڑھادوں۔ چنانچہ میں ان کے پاس دوسرے دن بعد ظہر گیا اور ظہر و عصر کے درمیان کا وقت وہ تھا کہ میں ان سے تنہائی کی ملاقات کیا کرتا تھا۔ میں اس بات کو ناپسند کرتا تھا کہ بغیر تنہائی کے ان سے کچھ پوچھوں۔ اس خوف سے کہ کہیں مجھے وہ تقیہ کے ساتھ فتویٰ نہ دیدیں بہ سبب ان لوگوں کے جو اس وقت موجود ہو چنانچہ جب میں امام باقر کے پاس پہنچا تو وہ اپنے بیٹے جعفر کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ زرارہ کو علم فرائض کا صحیفہ پڑھادو۔ اس کے بعد وہ سونے کے لئے اُٹھ گئے۔ اب میں اور جعفر گھر میں باقی رہے۔ جعفر اُٹھے اور انہوں نے میرے سامنے کتاب نکالی جو اونٹ کی ران کی طرح موٹی تھی اور کہنے لگے یہ کتاب میں تمہیں نہ پڑھاؤں گا یہاں تک کہ تم اللہ کو ضامن بناؤ کہ جو کچھ اس صحیفہ میں پڑھو گے اس کو کسی سے بیان نہ کرنا تاوقتیکہ میں تم کو اجازت نہ دوں۔ جعفر صادق نے اپنے باپ کی اجازت کی شرط نہ لگائی۔ تو میں نے کہا کہ اللہ تمہاری اصلاح کرے تم کیوں مجھ پہ تنگی کرتے ہو۔ تمہارے باپ نے تو تم کو اس کا حکم نہ دیا تھا۔ تو جعفر نے

Marfat.com

کہا کہ تم اس کتاب کو نہیں دیکھ سکتے۔ مگر اس شرط کے ساتھ جو میں نے بیان کی تو میں نے کہا اچھا یہ شرط بھی تمہاری خاطر سے منظور ہے۔ اور میں ایک شخص تھا۔ علم فرائض اور وصایا کے جاننے والا اور ان علوم میں بصیرت رکھنے والا۔ جب جعفر صادق نے اس صحیفہ کا ایک کنارا میری طرف ڈالا تو دیکھا میں نے کہ ایک موٹی کتاب ہے اور معلوم ہوا کہ اگلوں کی کتابوں میں سے ہے۔ میں نے اس کو دیکھا تو اس میں وہ مسائل ملے جو تمام لوگوں کے خلاف تھے۔ صلہ اور امر معروف جس میں کوئی اختلاف نہیں (اس کتاب میں ان مسائل کے بھی خلاف تھا) وہ پوری کتاب ایسی ہی تھی۔ میں نے شروع سے آخر تک خباثتِ نفس کے ساتھ پڑھا اور یاد کرنے کا ارادہ کم کیا اور اس کے متعلق بری رائے قائم کی۔ میں اس کو پڑھتا جاتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ کتاب بالکل باطل ہے۔ یہاں تک کہ میں نے اس کو ختم کر کے لپیٹ کر جعفر صادق کے حوالے کر دیا۔ پھر امام باقر علیہ السلام سے ملا تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ کیا فرائض کا صحیفہ تم نے پڑھ لیا۔ میں نے کہا ہاں۔ امام نے پوچھا کہ جو کچھ تم نے پڑھا اس کے متعلق تمہاری رائے کیا ہے؟ میں نے کہا وہ بالکل باطل ہے۔ کچھ نہیں تمام لوگوں کا جن امور میں اتفاق ہے ان کے خلاف ہے۔ امام نے فرمایا کہ یہ سچ ہے مگر جو کتاب تم نے دیکھی ہے اے زرارہ اللہ کی قسم وہ حق ہے جو کتاب تم نے دیکھی وہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی بولی ہوئی اور حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔ پھر شیطان میرے پاس آیا اور اس نے مجھے وسوسہ دلایا کہ یہ کیسے معلوم ہوا کہ رسول اللہ کی بولی ہوئی

Marfat.com

اور علی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی۔

توامام باقر میری طرف متوجہ ہوئے اور قبل اس کے کہ میں کچھ کہوں فرمایا شیطان کا دوست بن کر شک نہ کرو۔ واللہ تو نے شک کیا بھلا مجھے کیسے نہ معلوم ہوگا کہ یہ کتاب رسول اللہ کی بولی ہوئی اور علی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی۔ بہ تحقیق مجھ سے میرے والد نے میرے دادا سے روائیت کر کے بیان کیا کہ امیر المؤمنین علیہ السلام نے ان سے یہ بات بیان کی تھی"

ناظرین حضرات ؟ یہ ہیں جناب زرارہ صاحب سبائیہ کمیٹی کے صدر الصدور۔ اگر فرقہ شیعہ ان کی روایات کو خارج کر دیں توان کا فرقہ آدھے سے زیادہ فنا ہو جائے گا۔ زرارہ صاحب کو یہ اخلاص ائمہ کے ساتھ تھا۔ اس کا پتہ بھی کتب شیعہ سے ملتا ہے۔ بلکہ اسی روایت سے جو ہم نے فروع کافی سے نقل کیا بہت کچھ سراغ مل رہا ہے۔ مگر اس سے بڑھ کر کچھ باتیں دوسری کتب کی روایات میں بطور نمونہ دو تین نقول حسب ذیل بیان کرتے ہیں۔

اصول کافی ص ۵۵۶ میں ہے کہ ایک مرتبہ زرارہ نے حضرت امام محمد باقر سے بحث کی اور بحث کے بعد جو اعتقاد زرارہ کو ان کی طرف سے تھا انکے الفاظ روایت مذکورہ میں یہ ہیں۔ عَنْ زُرَارَۃَ قَالَ قُلْتُ شَیْخٌ لَا عِلْمَ لَہٗ بِالْخُصُوْمَۃِ زرارہ سے روایت ہے وہ کہتا ہے میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ بڈھا ہے اس کو مناظرہ کا علم نہیں" اور رجال کشی میں روائیت ہے کہ زرارہ نے امام جعفر صادق علیہ السلام پر لعنت کی۔

عن محمد ابن عیسیٰ عن یونس ابن عبد الرحمٰن عن ابن مکان قال

Marfat.com

سمعت زرارہ یقول - رَحِمَ اللّٰہُ اَبَا جَعْفَرٍ وَ اَمَّا جَعْفَرُ فَفِی قَلْبِی عَلَیْہِ لَعْنَۃُ قُلْتُ لَہٗ وَمَا حَمَلَ زُرَارَۃَ عَلٰی ھٰذَا قَالَ حَمَلَہٗ عَلٰی ھٰذَا اَنَّ اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ اَخْرَجَ مَخَازِیَہٗ - (ترجمہ) "محمد ابن عیسٰی سے روایت ہے وہ یونس ابن عبد الرحمٰن سے اور وہ ابن مُسکان سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں مَیں نے زرآرہ کو کہتے ہوئے سُنا کہ اللہ ابو جعفر یعنی امام باقر پر رحم کرے - مگر جعفر پر تو میرے دِل میں لعنت بھری ہوئی ہے - مَیں پوچھا کیا سبب ہے جو زرارہ نے ایسا لفظ کہا تو راوی نے جواب دیا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ امام جعفر صادق نے اسکے معائب سب پر ظاہر کر دیئے "۔

اور اس رجال کشی میں امام جعفر صادق سے زرارہ پر لعنت کرنا بھی منقول ہے - امام موصوف کے الفاظ روایت میں یوں ہیں :-

کَذِبَ عَلَیَّ وَاللّٰہِ کَذَبَ عَلَیَّ لَعَنَ اللّٰہُ زُرَارَۃَ - یعنی زرارہ میرے اُوپر افترا کرتا ہے - اللہ کی قسم اس نے میرے اوپر افترا کیا ہے اللہ لعنت کرے زرارہ پر "۔

ایسے ہی بزرگ منش اماموں کے لاعن و ملعون لوگوں کی روایات پر فرقہ شیعہ کی بُنیاد ہے (استغفر اللہ) - شیعہ راوی کہتے ہیں کہ آئمہ نے ہم کو یہ مذہب تنہائی میں سکھلایا تھا - لوگوں کے سامنے وہ اپنا اصلی مذہب ظاہر نہ کرتے تھے بلکہ تقیہ کر کے جھوٹے مسئلے جھوٹے فتوے بتا دیتے تھے - جناب زرارہ صاحب کی جو آئمہ اطہار سے عقیدت ہے مذکورہ بالا احدیث کی روشنی میں آپ پر واضح ہو چکی ہے ہاں تو

Marfat.com

پہلے زرارہ صاحب اس کتاب کو دیکھنا ہی نہ چاہتے تھے۔ بڑی مشکل سے دیکھنے پر راضی ہوئے تو اب اس کو باطل اور لاشے فرما رہے ہیں۔ اگر محبّت و تعظیم اہلِ بیت اس کا نام ہے تو شیعوں کو مبارک ہو زرارہ نے اس کے بعد اس گستاخی سے توبہ بھی نہیں کی۔ کتبِ شیعہ میں کہیں اس کی توبہ کا ثبوت نہیں۔ اصل یہ ہے کہ "فرقہ شیعہ میں جو سب سے بڑا گناہ ہے وہ قرآن اور راویانِ قرآن کو سچّا جاننا ہے"۔ جو شخص قرآن کو نہ مانتا ہو اور راویانِ قرآن سے دشمنی رکھتا ہو" وہ شیعہ مخلص ہے چاہے وہ امام پر لعنت کرے چاہے اُن کی تکذیب کرے چاہے اُن کو باطل اور لاشئ کہے چاہے قتل کر ڈالے۔

تبصرہ:- مذکورہ بالا روایت سے بہت نفیس فوائد نکل کر آرہے ہیں۔ بعض فوائد مذکورہ بالا سطور میں اشارۃً عرض کر دیئے گئے ہیں۔ زیادہ تر قابلِ غور تین باتیں ہیں۔

(۱) فرقہ شیعہ کی تصنیف کا طریقہ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ شیعہ راوی جس باب کو کسی امام کی طرف منسوب کرنا چاہتے تھے کہ امام نے تنہائی میں ہم سے یہ بات بیان کی ہے۔ لوگوں کے سامنے وہ بوجہ تقیہ کے اپنے مذہب کے خلاف باتیں بیان کرتے تھے۔

(۲) جناب زرارہ کی حالت کا پتہ چلتا ہے کہ وہ کس منش کے بزرگ تھے۔ ائمہ کے ساتھ کیسا اخلاص رکھتے تھے۔ آج انہیں بزرگ کی روایات پر شیعوں کے فنِ حدیث کا مدار ہے۔ اِن کی سب سے بڑی معتبر کتاب " اصولِ کافی " میں ایک ثلث کے قریب انکی روایات ہیں۔

Marfat.com

(۳) "کتاب علی" کی حالت معلوم ہوئی کہ مسلمانوں کے اجتماعات کے خلاف اور خاص کر ان مسائل میں جن میں کسی کا اختلاف نہیں ہو سکتا۔ مثلاً صلۂ رحم و امر معروف وغیرہ کے اس کتاب میں تینں امام نے بھی ان کی تصدیق کی الغرض اس سے اچھی طرح معلوم ہوگیا کہ بانیانِ فرقہ شیعہ کا مقصود یہ تھا کہ ایسے مذہب کی بنیاد ڈالیں جو ہر بات میں شروع سے آخر تک دین اسلام کے خلاف ہو۔

شب قدر کی کتاب

اُصول کافی صـ۱۴۸ میں ایک مُستقل باب شب قدر کے بیان میں ہے۔ اس باب میں نہایت لطیف اور نفیس روایات ہیں جن سے شیعوں کی حُسنِ عقیدت خاندانِ نبوّت کے ساتھ کما حقہٗ ظاہر ہوتی ہے۔

اسی باب میں صـ۱۵۱ پر امام باقر علیہ السّلام سے روایت منقول ہے۔ اس میں یہ الفاظ ہیں اِنَّہٗ لَیُنَزِّلُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ اِلٰی وَلِیِّ الْاَمْرِ نَفْسِہٖ بِکَذَا وَکَذَا وَفِیْ اَمْرِ النَّاسِ بِکَذَا وَکَذَا۔

(ترجمہ) "یہ تحقیق شب قدر میں امام زماں پر تمام اُمور کی تفصیل سن وار نازل ہوتی ہے۔ امام کو اس شب حکم دیا جاتا ہے کہ تم خود فلاں فلاں کام کو کرو۔ اور لوگوں کے متعلق حکم دیا جاتا ہے کہ ان سے فلاں فلاں کام کو کہو۔"

نیز علامہ خلیل قزوینی "صافی شرح کافی" کتاب التوحید مطبوعہ نول کشور صـ۲۲۷ میں لکھتے ہیں۔ "ہر سال کتاب علیحدہ است مراد کتاب است کہ دراں تغیر احکام حوادث کہ محتاج الیہ

Marfat.com

امام است تا سال دیگر۔ نازل شوند باں کتاب ملائکہ و روح در شب قدر برامام زماں۔ اللہ باطل میکند باں کتاب آنچہ آنرا کہ می خواہد از اعتقادات امام خلائق و اثبات میکند دراں وا آنچہ میخواہد از اعتقادات۔

(توجہ) "ہر سال کے لئے کتاب علیحدہ ہے۔ مراد اس سے وہ کتاب ہے جس میں ان احکام و حوادث کی تفصیل ہوتی ہے جن کی حاجت امام کو ہر سال آئندہ تک ہوتی ہے۔ اِس کتاب کو لیکر فرشتے اور روح شب قدر میں امامِ وقت پر نازل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب میں امام کے جن عقائد کو چاہتا ہے باطل کر دیتا ہے اور جن عقائد کو چاہتا ہے قائم رکھتا ہے"

ناظرین! اس عبارت سے شب قدر کی پوری حقیقت ظاہر ہو گئی۔ ہر سال امام پر ایک کتاب خدا کی طرف سے نازل ہوتی ہے۔ اور اس کتاب میں احکام و عقائد کا بیان ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہر پچھلی کتاب اگلی کی ناسخ ہوتی ہے۔ اب خیال کرو کہ کیا نفیس حیلہ شریعتِ محمدؐیہ کے مٹانے کا نکالا گیا ہے۔ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی عقیدہ سکھلایا کوئی حکم دیا۔ کس قدر آسان ہو گیا۔ بلکہ ائمہ کے نام سے جو احکام تصنیف کیے گئے تھے۔ اِن میں سے بھی کوئی حکم نظرِ ثانی میں خلافِ مصلحت معلوم ہوا اُس کو بھی بدل دینا سہل ہو گیا کیونکہ ہر سال کی کتاب شبِ قدر کی علیحدہ ہے۔

ہر شب قدر میں نازل ہوتی ہے نئی کتاب ۔۔۔ جس میں احکام نئے ہوتے ہیں اقوال نئے
حق جو تھا سالِ گذشتہ میں وہ اب ناحق ہے ۔۔۔ اعتقادات بدل جاتے ہیں ہر سال نئے
دینِ احمدؐ کے مٹانے کی یہ سب تدبیریں ہیں ۔۔۔ سادہ لوگوں کیلئے بنتے ہیں یہ جال نئے

Marfat.com

نجوم یا جوتش

فروعِ کافی جلد سوم، کتاب الرّوضہ مطبوعہ لکھنؤ کے صٓ ۵۳ میں روایت ہے :۔ عَنْ معلی بن خنیسٍ قَالَ سَأَلْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ عَنِ النُّجُوْمِ اَحَقٌّ ھِیَ قَالَ نَعَمْ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ بَعَثَ الْمُشْتَرِیْ اِلَی الْاَرْضِ فِیْ صُوْرَۃِ رَجُلٍ فَاَخَذَ رَجُلًا مِّنَ الْعَجَمِ فَعَلَّمَہُ النُّجُوْمَ حَتّٰی ظَنَّ اَنَّہٗ قَدْ بَلَغَ ثُمَّ قَالَ لَہٗ اُنْظُرْ اَیْنَ الْمُشْتَرِیْ فَقَالَ مَا اَرَاہُ فِی الْفَلَکِ وَمَا اَدْرِیْ اَیْنَ ھُوَ قَالَ فَنَحَّاہُ وَاَخَذَ بِیَدِ رَجُلٍ مِّنَ الْھِنْدِ فَعَلَّمَہٗ حَتّٰی ظَنَّ اَنَّہٗ قَدْ بَلَغَ فَقَالَ اُنْظُرْ اِلَی الْمُشْتَرِیْ اَیْنَ ھُوَ فَقَالَ اِنَّ حِسَابِیْ لَیَدُلُّ عَلٰی اَنَّکَ اَنْتَ الْمُشْتَرِیْ قَالَ فَشَھِقَ شَھْقَۃً فَمَا دَوَرَثَ عِلْمَہٗ اَھْلُہٗ فَالْعِلْمُ ھُنَاکَ ۔

(ترجمہ) معلی بن خنیس سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے علم نجوم کے متعلق پوچھا کہ کیا وہ حق ہے امام نے فرمایا ہاں بہ تحقیق اللہ عزّ وجلّ نے مشتری ستارے کو زمین پر بھیجا ایک آدمی کی شکل میں مشکل کر کے۔ تو اس نے ایک عجمی شخص کو پکڑ کر اس علم نجوم سکھایا جب اُس کو خیال ہوا کہ یہ شخص کامل ہو گیا تو مشتری نے اس سے پوچھا کہ اپنے علم کی رُو سے تُو یہ بتلا کہ مشتری کہاں ہے۔ اس عجمی نے کہا آسمان میں تو نہیں ہے مگر یہ میں نہیں جانتا کہ کہاں ہے۔ امام فرماتے ہیں یہ سُنکر مشتری نے اس شخص کو علیحدہ کر دیا۔ اور ایک ہندی شخص کا ہاتھ پکڑ کر اس کو علم نجوم سکھلایا۔ یہاں تک کہ جب اس کو خیال ہوا کہ یہ شخص کامل ہو گیا ہے تو اُس سے کہا کہ دیکھ مشتری اس وقت کہاں ہے۔ اس ہندی نے

Marfat.com

کہا کہ میرا حساب کہتا ہے کہ مشتری تُو ہے، یہ مشتری۔ چیخ مار کر گرا مر گیا۔ پھر علمِ نجوم اس ہندی کے قرابت والوں میں آیا۔ یہ علم اب ہند میں ہے"۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ان سے علمِ نجوم کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا اس علم کو کوئی نہیں جانتا۔ مگر ایک خاندان عرب کا جانتا ہے اور ایک خاندان ہندوستان کا"۔

تبصرہ :- اس روایت میں امام جعفر صادق نے علمِ نجوم کا جاننے والا ایک خاندان عرب کا بتلایا غالباً اس سے مُراد خود اپنا خاندان لیا اور ہند کے خاندان سے تو ظاہر ہے کہ جوتشی پنڈتوں کا خاندان مقصُود ہے۔ مگر پہلی روایت سے معلوم ہوا کہ مشتری نے علمِ نجوم میں صرف اہلِ ہند کو کامل کیا تھا اور امام نے فرمایا بھی کہ یہ علم وہی ہے۔ اس سے قیاس ہوتا ہے کہ آئمہ نے علمِ نجوم جوتشی پنڈتوں سے سیکھا ہو اور ہو سکتا ہے کہ جس طرح فرشتے اور علوم کی کتابیں لیکر اماموں کے پاس آتے تھے اسی طرح علمِ نجوم بھی خُدا کی طرف سے لائے ہوں۔ آئمہ کے بعض احکام سے بھی پتہ چلتا ہے کہ یہ علمِ نجوم سے لیئے گئے۔ چنانچہ " روضہ کافی " میں امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ جو شخص ایسے وقت میں سفر کرے یا نکاح کرے ایسے وقت میں کہ چاند بُرج عقرب میں ہو اس کو بھلائی نصیب نہ ہو گی۔ یا مثلاً " حیاتِ قلُوب " جلد اوّل صـ ۶۹ میں ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ نے فرمایا کہ مہینہ کا آخری چہار شنبہ منحوس ہوتا ہے"۔

Marfat.com

وحی حقانی

"وحی حقانی" اصول صـ۱۰۲ میں حضرت زرارہ سے روایت ہے کہ :- قَالَ سَأَلْتُ اَبَا جَعْفَرٍ عَنْ قَوْلِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ وَکَانَ رَسُوْلاً نَّبِیًّا مَّا الرَّسُوْلُ وَمَا النَّبِیُّ قَالَ النَّبِیُّ الَّذِیْ یَرٰی فِیْ مَنَامِہٖ وَیَسْمَعُ الصَّوْتَ وَلَا یُعَایِنُ الْمَلَکَ وَالرَّسُوْلُ الَّذِیْ یَسْمَعُ الصَّوْتَ وَیَرٰی فِی الْمَنَامِ وَیُعَایِنُ الْمَلَکَ ثُمَّ تَلَا ھٰذِہِ الْاٰیَۃِ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِیٍّ وَّ لَا مُحَدَّثٍ - (ترجمہ) " فرمایا امام محمد باقرؑ سے اللہ عزّ وجلّ کے قول وَکَانَ رَسُوْلاً نَّبِیًّا کے متعلق پوچھا کہ رسول کی کیا تعریف ہے اور نبی کی کیا تعریف ہے۔ امام باقرؑ نے فرمایا کہ نبی وہ ہے جو خواب میں (احکام الٰہی کو) دیکھے اور فرشتے کی آواز سُنے مگر فرشتہ کو نہ دیکھے اور رسول وہ ہے جو آواز بھی سُنے اور خواب میں بھی دیکھے اور فرشتہ کو بھی دیکھے۔ پھر امام محمد باقر نے اس آیت کی تلاوت کی وَمَا اَرْسَلْنَا نہیں بھیجا ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول اور نہ کوئی نبی اور نہ محدّث "۔

تبصرہ :- اس روایت سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کی طرح امام پر بھی وحی نازل ہوتی ہے۔ فرق یہ ہے کہ امام فرشتہ کی شکل نہیں دیکھتا رسول دیکھتا ہے۔ نبی بھی اس بارے میں امام کی مثل ہے مگر روافض کے نزدیک امام کا رُتبہ نبی رسول سے زیادہ ہے۔ اس روایت میں جس آیت کی تلاوت امام جعفر صادق سے منقول ہے۔ وہ آیت مُسلمانوں کے قرآن میں نہیں ہے امام جعفر صادق کے قرآن میں ہو گی جو اَب بقول شیعہ حضرات بغداد کے کسی غار میں امام غائب کے

Marfat.com

پاس ہے ۔" اصول کافی " کے اسی باب کے صہ ۱۰۳ پر بُرید نے امام باقر اور امام جعفر دونوں سے اس آیت کو سُننا بیان کیا ہے اور یہ اعتراض کیا کہ حضرت یہ آیت ہمارے قرآن میں نہیں ہے ۔ مگر دونوں اماموں نے اس کا جواب خاموشی کے ساتھ حوالہ فرمایا ۔ اسی روایت میں یہ بھی ہے کہ مَیں نے امام سے پوچھا کہ فرشتہ کی شکل نہ دیکھی گئی صرف آواز سُنی گئی تو یہ کیسے معلوم ہوا کہ یہ آواز حقانی ہے اور فرشتہ کی ہے امام نے جواب دیا کہ خُدا کی طرف سے امتیاز اور معرفت کی توفیق ملتی ہے "

فرقہ شیعہ میں جس قدر ماخذ دین کے ہیں ان میں سے چند کا بیان ہو چکا اب اس کے بعد ایک روایت " اصولِ کافی " صہ ۲۷۵ کی ملاحظہ کیجئے ۔ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ سَنَانٍ قَالَ کُنْتُ عِنْدَ اَبِیْ جَعْفَرِ الثَّانِیْ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَاَجْرَیْتُ اِخْتِلَافَ الشِّیْعَۃِ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی لَمْ یَزَلْ مُتَفَرِّدًا بِوَحْدَانِیَّتِہٖ ثُمَّ خَلَقَ مُحَمَّدًا وَّ عَلِیًّا وَّ فَاطِمَۃَ فَمَکَثُوْا اَلْفَ دَھْرٍ ثُمَّ خَلَقَ جَمِیْعَ الْاَشْیَاءِ فَاَشْھَدَھُمْ خَلْقَھَا وَ اَجْرٰی طَاعَتَھُمْ عَلَیْھَا وَ فَوَّضَ اُمُوْرَھُمْ فَھُمْ یُحِلُّوْنَ مَا یَشَاءُوْنَ وَ یُحَرِّمُوْنَ مَا یَشَاءُوْنَ ۔

(ترجمہ) " محمد بن سنان سے روایت ہے وہ کہتے ہیں امام ابی جعفر علیہ السلام کے پاس بیٹھا ہوا تھا ۔ پھر مَیں نے شیعوں کے اختلاف کا ذکر کیا تو امام نے فرمایا کہ اے محمد بن سنان بہ تحقیق اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیشہ اپنی وحدانیت کے ساتھ یکتا رہا پھر اس نے محمدؐ اور علیؓ اور فاطمہؓ کو پیدا کیا اور ان آئمہ کی اشیاء کی خلقت دکھلائی اور ان کی اطاعت

Marfat.com

سب اشیاء پر فرض کی اور اشیاء کے معاملات اِن کے سپرد کر دیئے لہذا جس چیز کو چاہتے ہیں حلال کرتے ہیں اور جس چیز کو چاہتے ہیں حرام کرتے ہیں ؟؟

تبصرہ :۔ محمد بن سنان نے امام محمد تقی علیہ السلام سے شیعوں کے باہم مختلف ہونے کا سبب پوچھا۔ اور واقعی پوچھنے کی بات بھی تھی۔ سب امام معصوم کے مقتدی اماموں سے خطا و سہو و نسیان کا صدور محال ؟؟ پھر مقتدیوں میں اختلاف اور ایسا شدید اختلاف کہ بقول مولوی دلدار علی مجتہد اعظم شیعہ مرحوم کے امام ابو حنیفہ و امام شافعی و امام مالک و امام احمد بن حنبل کے مُقلّدین کے اختلاف سے بدرجہا زائد ہے۔

امام صاحب نے اس بے نظیر اختلاف کا سبب یہ تبلایا کہ چونکہ آئمہ کو حلال حرام کا اختیار خُداوند نے دیا۔ اس وجہ سے انکے شیعوں میں اختلاف ہے۔ یعنی ایک امام نے اپنے اختیار سے کسی چیز کو حلال کیا تو دوسرے امام نے اس کو اپنے اختیار سے حرام کر دیا۔ لہذا شیعوں میں اختلاف پڑ گیا۔ اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حلال و حرام کے بدلنے کا بھی اختیار آئمہ کو ہے۔

حضرات ! اب بتایئے اس سے زیادہ صاف و صریح پتہ مذہبِ شیعہ کے مُصنفوں کی نیت کا اور کیا چاہیئے۔ معلوم ہو گیا کہ اِن لوگوں کی اصلی کوشش یہ تھی کہ ایسی تدبیریں نکالیں کہ مُسلمان

Marfat.com

بن کر کلمۂ اسلام کے پردہ میں رہ کر دینِ اسلام کی صورت مسخ کر دیں مگر اللہ پاک اپنے دین کا محافظ ہے سب تدبیریں رایگاں ہو گئیں اور دینِ الٰہی اپنے اُسی جاہ جلال پر قائم رہا ہے اور رہے گا۔

اس رسالہ میں مجھے یہ بتلانا مقصود تھا کہ قرآن کریم کا ظلِ رحمت چھوڑ کر فرقہ شیعہ کے مُوجدوں نے اپنے لئے کون کون سے آشیانے تجویز کئے ہیں۔ تو بحمداللہ میں اس کو بتا چکا۔ اب رہی یہ تحقیق کہ فرقہ شیعہ کی کونسی باتیں صحیفہ سے لی گئی ہیں۔ کون کون سی باتیں جفر یا جامعہ سے اخذ کی گئی ہیں۔ کن مسائل کا ماخذ مصحفِ فاطمہ ہے۔ کن مسائل کا معدن کتابِ علی ہے کون کون سے مسائل کس امام کے کس سال کی شب قدر والی کتاب سے ثابت کئے گئے ہیں۔ کون نجوم یا جوتش سے ماخذ ہیں۔ کن کا ثبوت وحی حقانی سے ہے۔ حلال و حرام کی کون کون سی چیزیں کس امام کے اختیارِ خُداداد کا نتیجہ ہیں۔ نہ ان باتوں کی تحقیق کی ہمیں ضرورت ہے نہ اس تحقیق میں ہمیں کوئی کامیابی کی اُمید ہے۔ اسلئے کہ آج ہم کتبِ شیعہ کو ان کی تصریحات سے خاموش پاتے ہیں۔ معدودے چند مسائل ہیں ان میں البتہ ماخذ کا پتہ چلتا ہے اور بس۔ ہمیں تو یہ معلوم ہو جانا کافی ہے کہ مذہبِ شیعہ کے مخصوص مسائل کا ماخذ قرآن کریم اور مشکوٰۃ نبوّت نہیں ہے وہ بفضلہٖ تعالیٰ بخوبی معلوم ہو چکا ہے۔

روافض کے نزدیک ان ماخذوں کی عزّت قرآنِ کریم سے

Marfat.com

زیادہ ہو اور ہے۔ قرآنی حکومت کا طوق گردن سے نکل جانے پر وہ چاہے کتنے ہی خوش ہوں ہمیں اُن سے کوئی مطلب نہیں۔ نہ ہم کو اِن پر کوئی حق اعتراض کرنے کا ہے۔ پسند اپنی اپنی، نظر اپنی اپنی، اِن کو صحیفہ، جفر، جامعہ وغیرہ مبارک رہیں ہمیں قرآن کریم کا رحیق مختوم گوارہ ہے۔

تو و طوبیٰ و قامت دوست
فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

فرقہ روافض کے مقابلہ میں بحیثیت مسلمان صحیح موقف

(۱) شیعوں کے مقابلہ میں بحیثیت مسلمان راقم کے نزدیک صحیح موقف یہ ہے کہ سب سے پہلے انصافاً اور اصولاً شیعوں سے ان کے جملہ مطالبات ومسائل پر گفتگو کے آغاز ہی کی اوّلین شرط یہ ہونی چاہیئے کہ شیعہ یہ گفتگو اگر مسلم فرقہ کی حیثیت سے کر رہے ہیں تو وہ اپنی دینی کتب سے قرآن کے مخالف اور اس کو مشتبہ و کفر کا ستون بنانے والی تمام عبارتوں کا اوّلاً اخراج کریں۔ شیعوں کا ہر مطالبہ اور گفتگو مذکورہ شرط سے معلق اور مشروط ہونی چاہیئے۔ اس سے قبل کوئی بھی گفتگو کرنا دینی و قومی خودداری کے قطعاً منافی اور اپنے ہاتھوں کلام الٰہی کی توہین کرنا ہے۔

(۲) شیعہ اپنے کلمہ و اذان سے خلیفتہٗ بلا فصل" تبرائی فقرہ کو نکال دیں۔ اہلسنّت خلفائے ثلاثہ کی خلافتوں کو ناجائز اور غاصبانہ ببانگِ دہل ہرگز نہیں سُن سکتے۔

Marfat.com

گر ہمی خواہی مسلمان زیستن
نیست ممکن جز بقرآں زیستن

اگر ان کا ایمان قرآن وحدیث پر ہوتا تو یہ اختلاف نہ کرتے کیونکہ قرآن وحدیث سے پتہ چلتا ہے کہ ایمانِ کامل دو چیزوں کا نام ہے توحید و رسالت۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک جاننا اور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو آخری پیغمبر ماننا۔ اِس اقرار کو ہم کُل ایمان کہتے ہیں۔ بلکہ شیعہ فرقہ بھی توحید و رسالت کے اقرار کو کُل ایمان کہتے ہیں جیساکہ ان کی معتبر کتاب من لا یحضرہ الفقیہ کے ص۸۱ پر مندرجہ ذیل ہے۔ لان اصل الایمان انما ھو شہادتان فیجعل شہادتین کما جعلہ فی سائر الحقوق شاھدان فاذا اقرّ العبد للہ عزّ وجل بالوحدانیۃ واقر للرّسول صلی اللہ علیہ وسلّم بالرّسالۃ فقد اقرّ بِجُمْلَۃِ الایمان۔

(ترجمہ) "اسلئے ایمان کی بُنیاد دو گواہیاں ہیں۔ پس جب انسان اللہ کی وحدانیّت کا اقرار کرے۔ اور رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی رسالت کا اقرار کرے تو اُس نے تمام ایمان کا اقرار کرلیا۔"

اِس روایت سے معلوم ہو گیا کہ کلمہ کی فقط دو جزیں ہیں بلکہ متفقہ فیصلہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السّلام سے لیکر جناب عیسٰی علیہ السّلام تک کلمہ طیبّہ میں تیسری جزنہیں مِلائی گئی۔ تمام انبیاء و مُرسلین کے بھی خلفاء تھے تو پھر سوال یہ ہے کہ ماسَبق انبیاء نے اور اُن کے خلفاء اور گذشتہ اُمتوّں میں سے کسی نے بھی کلمہ کی دوسری جز کے ساتھ تیسری

Marfat.com

جزُ چسپاں نہیں کی تو آخری پیغمبر جناب محمدُ مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مُبارک کلمہ میں تیسری جُز کا اضافہ کرنا بددیانتی نہیں تو اور کیا ہے۔

ایک شُبہ کا ازالہ

اگر کوئی کور باطن اپنی جہالت کے بَل بوتے پر یوں کہے کہ ہم علیؑ ولیُ اللہ وصیّ رسُولِ اللہ کو کلمہ کی مستقل جُز قرار نہیں دیتے بلکہ ہم تبرّکاً ملا کر پڑھتے ہیں۔ تو اِس کا جواب یہ ہے کہ چلو کچھ دیر کے لئے تمہاری ہی بات مان لیتے ہیں کہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ کو آپ لوگ تبرّکاً پڑھتے ہو تو ہم کہتے ہیں کہ کیا تمہارے نزدیک علی کا ولی ہونا اور وصی رسولؐ ہونا فقط اکیلے علی کے ساتھ مخصوص ہے یا کہ بارہ اماموں کے ساتھ بھی یہ وصف بیان کرتے ہو۔ اگر صرف حضرت علی رضی اللہ عنہٗ اکیلے کے ساتھ یہ عقیدہ ہے کہ فقط علی ہی ولی اور وصی رسول ہے تو آپ حضرات کا تمام مذہب درہم برہم ہو کر رہ جاتا ہے کما ھو الظاھر اور تمہیں اپنے عقیدہ کے تحت یہ ثابت کرنا ہوگا۔ اور اگر تم کہو کہ بارہؑ امام جو ہیں ہم سب کو ولی اور وصی رسول مانتے ہیں جیسا کہ تمہارا عقیدہ ہے تو فقط علی کا ولی اور وصی رسول کا اقرار کلمہ میں خلاف اصل ہوگا بلکہ اب تو موجودہ وقت میں تم کو چاہیئے کہ مہدی ولی اللہ وصی رسول اللہ کلمہ کے ساتھ چسپاں کرو بلکہ حقدار دیگر ائمہ بھی ہیں۔ حضرت امام حسنؓ، حضرت امام حسینؓ، جناب زین العابدینؓ، جناب محمدُ باقرؓ، جناب جعفر صادقؓ جناب موسیٰ کاظمؓ، جناب علی رضاؓ، جناب محمدُ تقیؓ، جناب علی نقیؓ، جناب حسن عسکریؓ اِن مُقدّس بزرگوں کی ولایت خلافت کا اقرار کلمہ میں

Marfat.com

کیوں نہیں کرتے۔ ان حضرت کو کن اصول و فروع کے تحت اس منصب سے معزول کر دیا گیا ہے۔ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ ۔ یہ عقلی اور نقلی دلیل عقل مند اور منصف مزاج والوں کے لئے کافی ہے۔

ناظرین! اب ہم کتب شیعہ سے اہلسنّت کے کلمہ طیبہ کی تائید میں دلائل پیش کرتے ہیں۔ چودہ طبق میں کلمہ فقط اور فقط اہلسنّت کا رائج ہے جس کی فقط دو ہی چیزیں ہیں ملاحظہ کیجئے۔

تقدیر کے قلم سے اہلسنّت کے کلمہ کی تصدیق۔ بحوالہ حیات القلوب جلد دوم صہ ۱۲۔ "وبسوئے قلم وحی نمود کہ بنویس توحید مرا پس قلم ہزار سال مدہوش گردید از شنیدن کلام الہی و چوں بہوش باز آمد گفت پروردگار چہ چیز بنویسم فرمود کہ بنویس لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔"

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے قلم سے فرمایا کہ میری توحید لکھ۔ پس قلم ہزار برس تک بے ہوش رہا۔ اللہ تعالےٰ کا کلام سننے سے جب قلم ہوش میں آیا قلم نے کہا اے پروردگار کیا چیز لکھوں۔ فرمایا کہ لکھ (اہلسنت والا کلمہ) لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔"

مبارک ہو مذہب اہلسنّت کو تم وہ کلمہ پڑھتے ہو جس کے لکھنے کا حکم خداوند کریم نے قلم کو دیا۔ اہلسنّت جو کلمہ پڑھتے ہیں وہی عرشِ معلّٰی پر لکھا ہوا ہے۔ (بحوالہ حیات القلوب جلد دوم صہ ۲۵۴)

"آدم گفت خداوند چوں مرا آفریدی نظر کردم بسوئے عرش تو دیدم کہ دراں نوشتہ بود لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔"

Marfat.com

(توجمہ) "حضرت آدم علیہ السلام نے کہا جب مجھے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا تو میں نے عرش کی طرف دیکھا۔ وہاں لکھا ہوا تھا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ "

جنّت کے جھنڈوں پر اہلسنّت کا کلمہ لکھا ہوا تھا۔

بحوالہ حیات القلوب جلد دوم ص ۱۰۳۔

" چوں ثالث شب گزشت حق تعالےٰ جبرائیل را امر کرد چار علم از بہشت بزمیں آورد علم سبز را بر کوہ قاف کرد د بر آں بسفیدی دو سطر نوشتہ بود لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ "

(توجمہ) " پس جب تہائی حصہ رات گذر گیا اللہ تعالیٰ نے جبریل کو حکم دیا کہ چار جھنڈے بہشت سے زمین پر لائے اور سبز جھنڈے کوہ قاف پر گاڑ دے۔ اس جھنڈے پر سفیدی سے دو سطریں لکھی ہوئی تھیں۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ "

الحمد للہ : اہلسنّت وہ کلمہ پڑھتے ہیں جو مومن مسلمان کی آخری آرام گاہ اور دائمی زندگی کا مکان اور وطن ہے۔ وہاں بھی اہلسنّت والا کلمہ لکھا ہوا ہے۔

جنّت کے چراغوں پر بھی اہلسنّت کا کلمہ لکھا ہوا ہے۔ بحوالہ حیات القلوب جلد دوم ص ۱۰۲۔ " و بر ہر قندیل نوشتہ بود لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ "

(توجمہ) اور ہر چراغ پر لکھا ہوا کلمہ (اہلسنّت والا) لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

Marfat.com

محمد رسول اللہ ؐ مسلمانوں سے چراغ ظلمت و اندھیرے کو دور کرتا ہے اور ان چراغوں پر جو چیز لکھی ہوتی تھی اس بات کی دلیل ہے کہ یہ ظلمت اور اندھیرے کو دور کرتی ہے۔ اور جو جنت کے چراغوں پر کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہوا تھا وہ انسان کے قلب والی دنیا سے کفر کو نکال کر نورِ ایمان سے روشن اور منور کر دیتا ہے۔ صد سالہ کافر بھی کیوں نہ ہو ساری زندگی کفر کی تاریکی میں بسر کی ہو صرف کلمہ پڑھ کر نورِ ایمان حاصل کر سکتا ہے اور قلب کو غیر اللہ سے توڑ کر معبودِ حقیقی کے ساتھ جوڑ دیتا ہے۔ اور وہ یہی کلمہ ہے جسے اہلسنت پڑھتے ہیں۔ اول توحید، دوم رسالت۔

ناظرین حضرات: آپ مندرجہ بالا حوالہ جات پڑھ چکے ہیں کہ سماوی ملک میں اہلسنت والا کلمہ ہے۔ اب ہم آپ کو روشناس کرانا چاہتے ہیں کہ ارضی ملک میں کلمہ طیبہ کی کتنی جزئیں ہیں۔ اور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کون سے کلمہ کی دنیا میں تبلیغ فرمائی جس کلمہ کے پڑھنے سے انسان جہنم سے آزاد اور جنت الفردوس کا حقدار اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار بن سکتا ہے۔

جناب سید المرسلین رحمۃ اللعالمین کی مبارک تعلیم تبلیغ سے اہلسنت کے کلمہ کی تصدیق:۔ " پس وحی نمود کہ اے محمدؐ برو بسوے مردم و امر کن ایشاں را کہ بگویند لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ " (بحوالہ شیعہ کتاب "حیات القلوب" جلد اول صہ ۴)

(ترجمہ) "پس اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ اے محمدؐ لوگوں کی طرف تشریف لے جاؤ اور اُنہیں حکم فرمائیں کہ پڑھیں لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ "

ناظرین حضرات: سینکڑوں برسہا برس کے پاپیوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کے رسول نے ان کے پاپ دھونے کے لئے جس کلمہ کی تبلیغ فرمائی وہی کلمہ اہلسنّت پڑھتے چلے آئے ہیں اور اس کلمہ کی دو جُز ہیں۔

ایک شبہ کا ازالہ

اگر کوئی قلب کا کور بھی راہِ مستقیم سے گریز کرنے والا یہ کہے کہ آنجناب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت تقیہ کر لیا تھا تو اس بطلان کے بہت سارے جواب ہیں۔ مگر آپ ایک سیدھی سی بات سمجھ لیں۔ چلو یہاں تو تم لوگوں نے جان چھڑالی کہ رحمت عالم نورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم نے بوجہ تقیہ کے دو جزوں کا اعلان کیا۔ ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کو کون سا ڈر تھا کہ تقدیر کے قلم سے اہلسنّت والا کلمہ لکھوایا اور عرشِ معلےٰ پر جو کلمہ اہل سُنّۃ" لکھا ہوا تھا اس کو نہ مٹوایا اور جنّت کے تمام [illegible] نہیں ہوئی تھی۔ لالٹینوں پر بھی اہلسنّت کا کلمہ نقوش میں آگئی تھیں۔ مگر ان میں جو روایات اور اسی کلمہ کی تبہ النزان اصحاب ائمہ سے مروی ہیں جن کو ائمہ نے گمراہ، ملعون کے یہود و نصاریٰ سے بھی بدتر مخلوق قرار دیا ہے۔ لہذا ائمہ کے بیان کے مطابق اِن کتابوں کی روایات قابلِ اعتماد نہیں۔

Marfat.com

"پس کسے بلند نمیکند صدا بکلمہ اخلاص و شہادت لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مگر آنکہ بلند میکند باں صدا بشہادت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ در اذان و اقامت و نماز عید ہا و جمعہ ہا و اوقاتِ حج و در ہر خطبہ۔" (حیات القلوب جلد دوم ص ۲۴۵)

(ترجمہ) "بس جو بھی کلمہ اخلاص اور کلمہ شہادت لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سے آواز بلند کرتا ہے وہی شہادت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی دیتا ہے۔ اذان و اقامت و نمازِ عید اور جمعہ نماز اور اوقاتِ حج اور ہر ایک خُطبہ میں۔"

مومنین حضرات کو معلوم ہو گیا مذکورہ بالا روایت سے کہ دُنیا میں کونسا کلمہ پڑھا جائے۔ باقی اس روایت نے اہلِ شیعہ کے تمام [illegible] منصوبے کو خاک میں ملا دیا۔ اب بھی کوئی اس کلمہ سے انحراف کرے تو اس کو قلب کا کوڑھی مخبوط الحواس کہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو صحیح کلمہ پڑھنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا فتویٰ کہ موت کے وقت [illegible] کلمہ کی تلقین کرو۔ قال الصادق علیہ السلام فاذا [illegible] الفردوس کا حقدار اور اللہ تعالیٰ [illegible] لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

جناب سید المرسلین رحمۃ اللعالمین کی مبارک [illegible] تم میں سے جب [illegible] اہلسنت کے کلمہ کی تصدیق :۔ "پس وحی نمود کہ اے محمد کی" بر و بسوے مردم و امر کن ایشان را کہ بگویند لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔" (بحوالہ شیعہ کتاب "حیات القلوب" جلد اول ص ۴)

کی تلقین کرے۔ امام جعفر صادقؒ کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ بغیر اس کلمہ کے آخرت میں چھٹکارا نہیں۔ کیوں جی فرمایئے! وہ آپ کی تیسری جُز کہاں گئی جس کے ثابت کرنے کے لیئے کبھی ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہو اور کبھی اپنے مُنہ میاں مٹھو بن کر قبروں پر لکھتے ہو۔ لہذا اہلِ شیعہ کی تیسری اختراعی جُز علی ولی اللہ وصی رسول اللہ کا ثبوت نہ قرآن میں اور نہ فرمانِ مصطفیٰؐ کے فرمان میں۔ اور نہ آسمان میں اور نہ زمین میں بھنگی، چرسی ملنگوں کی قبروں کے سوا جو کہ خود لکھتے ہیں۔

ہم نے شیعہ کُتب کے حوالہ جات سے مختصراً لکھ دیا ہے کہ آسمانوں پر بھی وہی کلمہ ہے جس کو اہلسنّت پڑھتے ہیں۔ تو لہذا شیعہ حضرات جو کلمہ طیبہ میں تیسری جُز ملاتے ہیں وہ شاید کسی تیسرے جہان میں تلاوت کی جاتی ہے۔ پیارو! دُنیا عارضی زندگی ہے۔ آخرت والی زندگی کا خیال کرو۔ اَب ناظرین کی خدمت میں فقہ جعفری کے متعلق بھی کچھ عرض کردوں۔

فِقہ جعفری کی اسلام میں کیا حیثیت ہے؟

۲۶۰ھ تک فقہ جعفریہ کی کوئی کتاب مدون نہیں ہوئی تھی۔ ہاں احادیث کی یہ چار کُتب وجود میں آگئی تھیں۔ مگر ان میں جو روایات درج ہیں وہ اکثر اُن اصحاب ائمہ سے مروی ہیں جن کو ائمہ نے گمراہ، ملعون یہود و نصاریٰ سے بھی بدتر مخلوق قرار دیا ہے۔ لہذا ائمہ کے بیان کے مُطابق اِن کتابوں کی روایات قابلِ اعتماد نہیں۔

Marfat.com

پانچویں صدی ہجری میں مصنف تہذیب الاحکام اور استبصار کے بعد فقہ جعفریہ کے کام میں کوئی پیش رفت نہیں ہوئی۔ ان کتابوں کی عام اشاعت بھی نہ ہوئی اور زیر زمین ہی کام ہوتا رہا۔ چونکہ دینِ شیعہ تو سراسر راز اور اخفاء کی چیز ہے اگر کسی وقت کسی نے اس عقیدہ کو عام کرنے کی کوشش کی تو اُسے سرزنش کی گئی۔ جیسا کہ "اُصول کافی" کے ص۲۷۴ میں ہے:۔ قال ابوجعفر ولایة اللہ اسرھا الی جبرائیل و اسرھا جبرائیل الی محمد صلی اللہ علیہ وسلم واسرھا محمد الی علی واسرھا علی الی من شاء ثم انتم تذیعون ذلک۔

(ترجمہ) "امام محمد باقر نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ولایت کا راز جبرائیل کو راز میں بتایا۔ جبرائیل نے یہ راز محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مخفی طور پر بتایا۔ حضورؐ نے یہ راز حضرت علی کو کان میں بتایا۔ پھر حضرت علی نے جسے چاہا بتایا۔ مگر تم لوگ اسے ظاہر کرتے پھرتے ہو۔"

اس سے معلوم ہوا گویا کہ ولائیت اور امامت کا عقیدہ ہی راز کی چیز ہے اور شیعہ مذہب کی جان یہی عقیدہ تو ہے۔ لہذا اسے ظاہر کرنا امام کو ناراض کرنے کے مترادف ہے۔

آخر آٹھویں صدی ہجری میں ایک مجاہد اٹھا۔ اُس نے فقہ جعفریہ کی پہلی کتاب صحیح فقہی طرز پر لکھی۔ اس فقیہہ کا نام جمال الدین مکّی ہے اور اس کتاب کا نام "لمعۃ دمشقیہ" ہے۔ اس سلسلے میں چونکہ یہ پہلی کوشش تھی اسلئے اس کی پذیرائی اور قدر افزائی ہونی ایک فطری بات تھی، مگر حالات اس کے برعکس نظر آتے ہیں۔ اسے واجب القتل

قرار دے کر قتل کر دیا گیا۔ ظاہر ہے کہ اس کی وجہ اس کتاب کی تصنیف ہی ہو سکتی ہے۔ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کتاب کوئی علمی یا دینی خدمت نہیں سمجھی گئی بلکہ اس کے اُلٹ ہی سمجھا گیا۔ اب اس کا نام جو چاہو رکھ لو۔ مگر شیعہ فرقہ نے اسے شہید اوّل کا لقب دیا۔

اِس قتل سے عوام میں فقہ جعفریہ کی قدر و قیمت کا ایک معیار تو قائم ہو گیا۔ پھر حسبِ سابق جعفریہ زیرِ زمین کام کرنے لگے۔ رفتہ رفتہ دسویں صدی ہجری میں ایک اور مجاہد اُٹھا اور اس نے فقہ جعفریہ کو عام فہم کرنے اور اُسے پھیلانے کے لئے "لمعہ دمشقیہ" کی شرح "الروضۃ البہیہ" کے نام سے لکھی۔ اس کا نام علاّمہ زین الدّین ہے۔ جب متن لکھنے والا واجب القتل قرار دیا گیا تو اُس کی شرح لکھنے والے کو کون سی جاگیر ملنی تھی۔ چنانچہ اُسے بھی اپنے پیشرو کی طرح واجبُ القتل قرار دیکر قتل کر دیا گیا۔ اور جعفریہ حضرات نے بھی حسبِ عادت اس کو شہید ثانی کا لقب دیا۔ فقہِ جعفریہ کا علمی سرمایہ یہی کچھ ہے۔ اِن کتابوں پر ممکن انفرادی طور پہ کوئی نیک شیعہ عمل کرتے ہوں گے مگر اجتماعی طور پہ کسی حکومت نے اس فقہ کو قابلِ سرپرستی اور قابلِ نفوذ نہ سمجھا۔

علاّمہ مجلسی نے اپنی کتاب "حق الیقین" میں جہاں یہ بیان کیا کہ "ان لوگوں نے یعنی اصحابِ ائمہ نے فقہ، حدیث و کلام میں کتابیں تصنیف کر کے تمام مسائل کو جمع کیا"۔ یہ بات ایک تاریخی مغالطہ نظر آتا ہے۔ زُرارہ، محمّد بن مُسلم اور ابو بصیر جن کے نام درج ہیں انہوں

Marfat.com

نے کوئی کتاب تصنیف نہیں کی بلکہ ان کے بعد تقریباً دو صدیوں سے لے کر تین صدیوں تک لوگوں نے ان کے نام سے روایات جمع کر کے وہ چار کتابیں تصنیف کیں۔ جن کے متعلق گذشتہ صفحات پر بحث کی جا چکی ہے۔

پھر علامہ مجلسی نے فرمایا:۔ "ان لوگوں کا اختصاص ائمہ طاہرین کے ساتھ معلوم و متحقق ہے جیسا کہ امام ابو حنیفہؒ کے ساتھ امام ابو یوسف اور ان کے شاگردوں کا اختصاص ہے۔"

یہ تشبیہ اور تمثیل بھی خلافِ حقیقت ہے۔ امام ابو حنیفہؒ اور ان کے شاگردوں کے حالات تو یہ ہیں کہ انہوں نے چالیس ماہرینِ فن کی ایک مجلس مذاکرہ بنائی تھی۔ ہر ایک آدمی ایک خاص فن میں مہارت رکھتا تھا۔ پھر نئے مسائل پیش آتے وہ قرآن و سُنّت اور تعامل صحابہؓ کی روشنی میں زیرِ بحث آکر طے ہوتے۔ جب کسی نتیجے پر پہنچتے تھے تو امام ابو حنیفہ کے شاگردوں میں سے امام شیبانیؒ اسے لکھ لیتے۔ چنانچہ امام محمد شیبانیؒ کی چھ تصانیف فقہ حنفی میں کتب "ظاہر الروایۃ" کے لقب سے مشہور ہوئیں اور اسی دوران تصنیف ہوئیں۔ اور امام ابو حنیفہؒ کے دوسرے شاگرد ابو یوسفؒ نے کتاب "الخراج" تصنیف کی۔ اور فقہ حنفی باقاعدہ طور پر خلفائے عباسیہ نے اپنی سلطنت میں رائج کی۔ بلکہ اور بھی اسلامی ممالک میں فقہ حنفی رائج رہی اس کے مقابلے میں علامہ مجلسی نے جن اصحاب ائمہ کو امام ابو حنیفہؒ کے شاگردوں سے تشبیہ دی ہے انہوں نے نہ تو کوئی کتاب تصنیف کی نہ قرآن و سُنّت تک پہنچے بلکہ صرف امام کی بات بلکہ امام سے منسوب کر کے اپنی بات بیان کرتے رہے

Marfat.com

اور بعد والوں نے ان کی روایات جمع کر کے فقہ جعفریہ کا نام دے دیا۔

جہاں تک اس فقہ کے رائج ہونے کا تعلّق ہے تو یہ بات خواب و خیال سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔ خلفائے ثلاثہ کے عہد میں وہی فقہ رائج تھی جو رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے کتابِ الٰہی کی روشنی میں اپنے ارشادات اور صحابۂ کرام کی عملی تربیت کر کے رائج فرمائی تھی۔ حضرت علیؓ نے اپنے عہدِ خلافت میں اس فقہ سے بال برابر بھی انحراف نہیں کیا۔ یعنی انہوں نے بھی وہی فقہ رائج رکھی جو خلفائے ثلاثہ کے عہد میں رائج رہی اگر حضرت علیؓ کوئی نئی فقہ رائج یا نافذ کرنا چاہتے اس کا نام فقہ جعفریہ نہ ہوتا کوئی اور ہوتا۔ یا بے نام ہوتی بلکہ اس فقہ سے مختلف ہوتی جو خلفائے ثلاثہ کے عہد میں رائج رہی۔ تو بعد میں آنے والوں کو بھی حق پہنچتا تھا کہ اُس علوی فقہ کے نفاذ کا مُطالبہ کرتے یا اس کی جدّو جہد کرتے جس فقہ پر حضرت علیؓ نے اپنا پورا عہدِ خلافت گذار دیا۔ آج مُحبّانِ علی کو اس فقہ سے بیر کیوں ہے۔ یہی وہ فقہ ہے جو خلفائے عباسیہ کے عہد میں آکر باقاعدہ فقہی ترتیب سے مدون ہو کر فقہ حنفی کے نئے نام سے اسی پُرانی صورت اور اسی نبوّی اصول پر رائج ہوئی۔ پھر قریباً تمام اسلامی سلطنتوں میں یہی فقہ رائج رہی اور حکومت کی طرف سے نافذ ہوتی رہی۔

انصاف کی بات تو یہ ہے کہ اِن رؤسارِ شیعہ نے ائمہ سے جو روایات منسوب کی ہیں اِن سے بڑھ کر ائمہ کی توہین کی کوئی صورت تصوّر نہیں آسکتی۔ حالانکہ آئمہ کرام اہلِ سُنّت کے عقیدہ کے اعتبار سے اور

Marfat.com

حیثیت کے لحاظ سے نہایت پاک، شستہ، اور ظاہراً و باطناً کتاب و سنت کے عامل کامل اولیاء اللہ اور اس فقہ کے مطابق زندگی بسر کرنے والے تھے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ۲۳ سالہ نبوی زندگی میں صحابہؓ کو سکھائی اور جس پر حضورؐ نے اپنے سامنے عمل کرایا اور جس پر خلفائے راشدین حضرت علیؓ سمیت عمل کرتے رہے۔

ناظرین! آپ نے اصحاب ائمہ بالخصوص زُرارہ اور حضرت ابو بصیر وغیرہ کے حال پڑھ لئے ہیں۔ اب ذرا ان اصحاب میں سے بھی ایک معروف شخصیت کا تعارف کرا دیا جائے جنکا ذکر علامہ مجلسی نے خصوصیت سے کیا۔ مگر ہیں وہ بھی چوٹی کے اصحابی۔

محمد بن مسلم:۔ اس کا دعویٰ ہے کہ امام محمد باقرؒ سے ۳۰ ہزار حدیثیں سُنیں اور امام جعفر صادقؒ سے ۱۶ ہزار حدیثوں کی تعلیم پائی۔ (رجال کشی طبع کربلا ص۱۴۶)

عن مفضل ابن عمر قال سمعت اباعبد اللہ یقول لعن اللہ محمد بن مسلم کان یقول ان اللہ لا یعلم شیئاً حتی یکون۔

(رجال کشی ص۱۱۳) (ترجمہ) "مفضل کہتا ہے میں نے امام جعفرؒ سے فرماتے سُنا کہ محمد بن مسلم پر اللہ کی لعنت ہو۔ یہ کہتا ہے کہ جب تک کوئی چیز وجود میں نہ آجائے اللہ کو اس کے متعلق علم نہیں ہوتا۔"

تو جناب اوّل تو جس آدمی کا عقیدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق یہ ہو اس کے تفقہ فی الدین کا طول و عرض آسانی سے معلوم کیا جا سکتا ہے پھر جس کو امام جعفر صادقؒ کی طرف سے اللہ کی لعنت کا تمغہ یا سند ملے

Marfat.com

اس کی ثقاہت کا حال معلوم ہے۔ یہاں تک یوں لگتا ہے کہ جیسے فقہِ جعفریہ کی تیاری میں اس امر کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ اُن اصحابِ ائمہ کی روایات قبول کی جائیں جن کو ائمہ نے ملعون قرار دیا ہو۔ فرق اتنا ہے کسی کو اکہری لعنت، کسی کو لعنت، لعنت، لعنت یعنی لعنت۔ مگر اپنا اپنا ظرف ہے جو جتنے کے قابل ہو اُسے اتنا ہی ملتا ہے۔ علامہ مجلسی نے جن تین اصحابِ ائمہ یعنی (زرارہ، ابو بصیر، محمد بن مُسلم) کو سرِ فہرست رکھا ہے اِن حالات سے اندازہ کر لیا جا سکتا ہے کہ جب اکابر کا یہ حال ہو تو اصاغر کس پائے کے ہوں گے۔

اَب ذرا اِن اصحاب میں ایک اور معروف شخصیّت کا تعارف کرا دیا جائے جن کا علامہ مجلسی نے ذکر نہیں کیا۔ مگر ہے وہ بھی چوٹی کا اصحابی

جابر بن یذید :- محمدُ بن مسلم کا دعویٰ تو آپ پڑھ چکے ہیں کہ امام باقرؒ سے تیس ہزار حدیثیں لی تھیں۔ اور یہ صاحب ان کے بھی اُستاد نکلے ان کا دعویٰ ملاحظہ ہو :- عن جابر ابن یذید الجعفی قال حدثنی ابو جعفر بسبعین الف حدیث۔ (رجال کشی صـــ ۱۲۸)

(ترجمہ) " جابر کہتا ہے کہ مَیں نے امام محمد باقرؒ سے ستّر ہزار حدیث تعلیم پائی "۔

اس سے تو ظاہر ہوتا ہے کہ علمی مرتبہ محمد بن مسلم سے دو چند سے بھی زیادہ ہے۔ اب اسی قابلیت مآب کی دیانت و امانت کا حال ملاحظہ فرمائیں :- عن زرارہ قال سئلت ابا عبد اللہ عن حدیث جابر فقال ما رأیتہ عند ابی قط الا مرۃ واحدۃ وما دخل علی قط۔ (رجال کشی صـــ ۱۲۶)

Marfat.com

یعنی " ۔" کہتا ہے مَیں نے امام جعفر سے جابر کی احادیث کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ یہ میرے والد سے صرف ایک مرتبہ مِلا اور میرے پاس تو کبھی آیا ہی نہیں "۔ یہ بات رئیس اعظم زرارہ بیان کر رہا ہے۔ نہ جانے اس کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی۔ ممکن ہے اس کا ستّر ہزار حدیث کا دعویٰ سُن لیا ہوگا تو اُسے تعجب، حسرت یا رشک پیدا ہُوا ہوگا۔ مگر جواب مِلا اس سے زُرارہ کی تشفّی تو شاید ہوگئی ہو مگر امام کے بیان نے عجائبات کا ایک باب کھول دیا مثلاً :۔

(۱) ایک ملاقات میں امام نے ستّر ہزار حدیثیں تعلیم فرما دیں۔ یعنی ایک منٹ میں فی حدیث شمار کیا جائے تو ۱۱۶۶ گھنٹے بنتے ہیں یعنی ۴۸ یوم سے کچھ زیادہ وقت بنتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا اتنی لمبی نشست کا تصوّر کیا جاسکتا ہے۔

(۲) اگر جابر صرف حدیثیں سُنتا رہا تو اس کے حافظہ کا کمال ہے کہ ایک دفعہ سُن کر ستّر ہزار احادیث یاد اور حفظ کر لیں۔

(۳) اگر یہ محال نظر آتا ہے تو پھر وہ ساتھ ساتھ لکھتا رہا۔ اگر یہ صورت فرض کر لی جائے تو وقت کو اور بڑھانا پڑے گا۔ دوچند سے کم کیا ہوسکتا ہے گویا یہ ایک ملاقات تین مہینے سے بھی تجاوز کر گئی۔ اگر یہ نہ مانا جائے تو اور صورت کوئی نہیں کیونکہ اُس زمانے میں شارٹ ہینڈ کے رواج کا کوئی ثبوت نہیں مِلتا۔

(۴) اگر جابر کا دعویٰ تسلیم کیا جائے تو سب سے پہلے عقل اسے تسلیم ہی نہیں کرتی اور اس سے بڑی بات یہ ہے کہ امام کو نعوذ باللہ جھوٹا تسلیم کرنا پڑتا ہے۔

Marfat.com

(۵) اگر امام کو سچا تسلیم کریں جیسا کہ ضروری ہے تو جابر کو پرلے درجے کا جھوٹا ماننا پڑتا ہے اور اس کے بغیر چارہ نہیں۔
(۶) اگر جابر کو بد دیانت، جھوٹا اور جعلساز تسلیم کیا جائے تو فقہ جعفریہ کے پلّے کچھ نہیں رہتا۔

اصحاب ائمہ میں سے کچھ حق الیقین میں مذکور کچھ غیر میں مذکور کے حالات نمونہ کے طور پر شیعہ کتب رجال میں سے پیش کیے گئے۔ اب ذرا اس معاملے کو ایک اور زاویہ سے ملاحظہ فرمائیں۔

علامہ مجلسیؒ نے فرما دیا کہ یہ کثیر جماعت تھی جو شیعوں کے سب رئیس تھے۔" مگر ائمہ کا بیان اس سے مختلف ہے۔ مثلاً:۔

"اے ابو بصیر اگر تم (میں سے جو شیعہ ہیں) تین مومن مل جاتے جو میری حدیث ظاہر نہ کرتے تو میں اپنی حدیثیں ان سے نہ چھپاتا۔"
(امام جعفر صادق کا بیان اصولِ کافی ص ۴۹۶)

یہ بیان کیا ہے حقائق کا ایک بحر ناپیدا کنار ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ امام جعفر صادق کو عمر بھر میں تین مومن بھی نہ ملے۔ دوسری بات یہ ہے کہ وہ مومنوں کی فوج نہیں کھڑی کرنا چاہتے تھے بلکہ اپنے علوم اور اپنی حدیثیں سُنانا چاہتے تھے۔ تیسری بات یہ ہے کہ جب انہیں تین مومن نہ مل سکے تو انہوں نے اپنی حدیثیں کسی کو بیان نہیں فرمائیں۔ جس سے منطقی طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ کافی، استبصار، تہذیب، اور من لا یحضرہ الفقیہ کی صورت میں ہزاروں حدیثیں جو امام جعفر صادق سے منسوب ہیں وہ ان سے بیزاری کا اعلان کر رہے ہیں۔ اور یہ سب

Marfat.com

جھوٹ بناؤٹی ذخیرہ ہے۔ چوتھی بات اگر اس کا نتیجہ یہی ہے اور دوسرا کوئی نہیں ہو سکتا تو فقہ جعفری کی قدر و قیمت خود متعین کر دی۔ پانچویں بات یہ کہ امام کا مقصد صرف کسی محرم راز کو حدیثیں سنانا تھا۔ حدیثیں پھیلانا مقصود نہ تھا۔ اس لئے فرمایا ان تین مطلوبہ مومنوں کی صفت بیان کی کہ "جو میری حدیثیں ظاہر نہ کرتے" لہٰذا معلوم ہوا کہ امام کی حدیثیں ظاہر کرنے کی چیز نہیں چھپا کر رکھنے کی چیز ہے۔ تو پھر فقہ جعفریہ کو برسرِ منبر اور برسرِ دار لانے کے جتن کیوں ہو رہے ہیں۔ یہ تو امام کی مخالفت کی تحریک ہے۔

۔۔ سرکار امام جعفر صادق نے اس سے آگے ایک قدم اور بڑھا کر فرمایا:۔ "میں نے کوئی ایسا آدمی نہیں پایا جو میری وصیت قبول کرتا اور میری اطاعت کرتا۔ سوائے عبداللہ ابن یعفور کے" (رجال کشی ص ۱۶۰)

لیجئے امام صاحب نے ایک اور گتھی سلجھا دی:۔

(۱) امام جعفر صادق کوئی شاعری نہیں کر رہے کہ شاعری کی ساری روش ہی مبالغہ سے ہوتی ہے بلکہ وہ تو حقیقت بیان فرما رہے ہیں۔

(۲) جب امام جعفر صادق کی ذات موجود تھی ان کی اطاعت کرنے والا صرف ایک مردِ میدان نظر آتا تھا تو آج امام جعفر کی طرف فقہ جعفریہ پر عمل کرانے اور اُسے نافذ کرانے کی کیا مجبوری ہے۔

(۳) اطاعت شعار صرف ایک ہے تو یہی قابلِ اعتماد بھی ہو گا۔ اسلئے دین کی روایت جو اس سے چلے وہی مُعتبر ہو گی۔ اس صورت میں دینِ شیعہ کا سارا محل خبرِ واحد پر استوار ہو گا۔ مگر اس کی بھی اتنی کوئی

فکر نہیں۔ کیونکہ رجال کشی ص ۲۶۸ پر اس کی سیرت کا نقشہ کھینچا گیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ بھی اپنے بھائیوں سے کچھ مختلف نہیں بلکہ بات وہی ہے۔

فقہ جعفریہ کی چند جھلکیاں

ناظرین! اب آپ کی خدمت میں اس پیاری پیاری فقہ مبارکہ کی چند جھلکیاں پیش کرتے ہیں تاکہ اس فرقہ کی نقاب بے کشائی ہو جائے۔ اس کے بعد انصاف کرنا آپ کے اختیار میں ہے۔

مثلاً نکاح کے کچھ مسائل ہم بیان کرتے ہیں۔ چونکہ نکاح ایک ایسا معاہدہ ہے۔ جس سے ایک مرد اور عورت کے درمیان مستقل اور عمر بھر کا رشتہ قائم ہو جاتا ہے اس سلسلے میں جہاں عوام کے لئے آسانیاں وہاں قانون اور حکومت کے لئے بڑی آسانیاں رکھی گئی ہیں آپ ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) فروع کافی طبع جدید ۵: ۳۸۷ :- عن زرارہ بن اعین قال سئل ابوعبدالله علیه السلام عن الرجل یتزوج المرأة بغیر شهود فقال لاباس تزویج البتة فیما بینه وبین الله انما جعل الشهود فی تزویج البتة من اجل الولد لو لا ذالك لم یکن به بأس۔

(ترجمہ) "زرارہ کہتا ہے کہ امام جعفر سے ایسے آدمی کے متعلق پوچھا گیا جو گواہوں کے بغیر عورت سے نکاح کرے۔ امام نے فرمایا کوئی حرج نہیں اللہ کے نزدیک یہ نکاح صحیح ہے۔ نکاح کے گواہ تو صرف اولاد

Marfat.com

کے لئے ہوتے ہیں۔ اگر نکاح میں اولاد مقصود نہ ہو تو بغیر گواہ کے نکاح میں کوئی حرج نہیں"۔

تبصرہ:۔ امام نے جائز اور ناجائز میں حدِ فاصل تو بتادی کہ اولاد مقصود نہ ہو تو کوئی مرد کسی عورت سے جب چاہے تنہائی میں بغیر گواہوں کے نکاح کر سکتا ہے۔ لیکن اس سلسلے میں دو امور قابلِ غور ہیں۔ اوّلاً یہ کہ زانی اور زانیہ کا مقصد کبھی حصولِ اولاد بھی ہوتا ہے؟ کہ یہاں تو مقصد محض زنا وشہوت رانی ہوتا ہے۔ لہذا زنا نام کی کوئی چیز اگر ہو سکتی ہے تو صرف اس صورت میں کہ جب بالجبر ہو۔ ورنہ زنا دراصل ایک جائز نکاح ہے جس کے لئے گواہوں کی ضرورت نہیں۔

ثانیاً یہ کہ حکومت اور قانون اس کو تسلیم کرے تو زنا کی حد جاری کرنے کا تکلف نہیں کرنا پڑے گا۔

(۲) **من لا یحضرہ الفقیہ**: ۳، ص ۲۵۱:۔ عن مسلم ابن بشیر عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال سألتہ عن رجل تزوج امراۃ ولم یشھد فقال اما فیما بینہ وبین اللہ عزوجل فلیس بعدٗ شیٔ ولکن ان اخذہ سلطان جائر عاقبہ۔ (ترجمہ) "امام جعفر سے اس آدمی کے متعلق سوال ہوا جس نے کسی عورت سے گواہوں کے بغیر نکاح کر لیا تو فرمایا اس میں کیا حرج ہے اللہ جو گواہ ہے۔ لیکن اگر کسی ظالم حکمران نے پکڑ لیا تو سزا دے گا"۔

تبصرہ:۔ اب سوال یہ ہے کہ ظالم حکمران ایسا کیوں کرے گا کیا اُسے فقہِ جعفری یاد نہ ہوگی۔ یا مُلک میں فقہ جعفری لاگو نہ ہوگی۔ بہرحال

Marfat.com

ظالم آخر ظالم ہی ہے۔ انصاف پسند بادشاہ تو ایسے مجاہد کو انعام دے گا
کیونکہ اس نے بلا وجہ گواہوں کو تکلیف نہیں دی اور بڑی بے تکلفی سے یہ
مہم خود سر کرلی۔ سلطان جائر کا کھٹکا ظاہر کرتا ہے کہ چور اندر ہے اور ضمیر
کچوکے دیتا ہے۔ اور کتے کو بکری کا نام دے کر اطمینان سے اس گوشت کا
حلق سے اتارنا مشکل ہوتا ہے اس فیما بینہ، وبین اللہ کی ایک مثال
فروع کافی میں دی گئی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:۔ جلد دوم صہ ۱۹۸ میں
ایک واقعہ درج ہے جس سے کئی عقدے حل ہوتے ہیں۔

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال جاءت امرأۃ الی عمرؓ فقالت
انی زنیت فطہرنی فامر بہا ان ترجم فاخبر بذالک امیر المؤمنین
صلوٰت اللہ علیہ فقال کیف زنیت فقالت مررت بالبادیۃ فاصابنی
عطش شدید فاستقیت اعرابیا فابی ان یسقینی الا ان
امکنتہ من نفسی .... فلما اجہدنی العطش
وخفت علی نفسی سقانی فامکنتہ من نفسی فقال امیر المؤمنین ھذا
تزویج ورب الکعبہ۔ (ترجمہ) "امام جعفر سے روایت ہے
کہ ایک عورت حضرت عمر فاروقؓ کے پاس آئی اور کہا کہ میں زنا کی مرتکب
ہوئی مجھے پاک کر دیجئے۔ حضرت عمرؓ نے اسے سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ اس کی
اطلاع حضرت علیؓ کو ہوئی انہوں نے اس عورت سے پوچھا تو نے کس طرح
زنا کیا۔ اس نے کہا میں جنگل میں تھی مجھے سخت پیاس لگی۔ میں نے ایک
اعرابی سے پانی مانگا اس نے صرف اس شرط پر پانی دینا منظور کیا کہ میں
اسے اپنے وجود پر قدرت دے دوں۔ جب پیاس نے مجھے مجبور کر دیا تو

Marfat.com

مجھے جان کا خطرہ ہوا تو اس نے مجھے پانی پلایا اور میں نے اسے اپنی جان پر اختیار دے دیا۔ امیر المؤمنین نے فرمایا ربِّ کعبہ کی قسم یہ تو نکاح ہے۔"

تبصرہ:۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ:

(۱) اس عمل اور صورت عمل کو عورت نے زنا سمجھا اور اقرار کر کے اپنے آپ کو پاک کرنے کی حضرت عمرؓ سے درخواست کی۔ اور حضرت عمرؓ نے بھی اسے زنا قرار دے کر اس کو سزا سُنا دی۔

(۲) عورت اہلِ زبان تھی اور مُسلمان تھی اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس وقت کے عام مُسلمان اس صُورتِ واقعہ کو زنا سمجھتے تھے۔

(۳) حضرت عمرؓ امیر المؤمنین تھے۔ اہلِ زبان تھے اہلِ علم تھے شریعت کے ماہر تھے۔ اِس سے ظاہر ہوا کہ شریعتِ اسلامی اسے زنا قرار دیتی ہے۔

(۴) روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ سزا سنانے کے بعد حضرت عمرؓ نے اس عورت کو اجازت دے دی کہ جہاں چاہے چلی جائے۔ اس دوران حضرت علیؓ کو اس واقعہ کا علم ہو گیا۔

(۵) اِتفاقاً اس عورت کی حضرت علیؓ سے ملاقات ہوئی یا انہوں نے خود اُسے بلایا بات روایت سے صاف طور پر معلوم نہیں ہوتی۔ صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ کی اس سے بالمشافہ گفتگو ہوئی۔

(۶) حضرتِ علیؓ نے اسے نکاح قرار دیا جسے عُرفِ عام اور فقہ اسلامی زنا قرار دیتی ہے۔

(۷) فقہِ جعفریہ میں یہ نکاح ہے مگر حضرت عمرؓ کے عہد میں فقہ جعفریہ

اِسلامی حکومت میں رائج نہیں تھی۔

(۸) حضرت علیؓ کو سزا سے پہلے واقعہ کا علم ہوگیا۔ مگر انہوں نے حضرت عمرؓ کو نہ تو مشورہ دیا کہ سزا کا حکم واپس لے لیں اور نہ فقہ جعفریہ چلانے کی مہم چلائی۔ پہلی صورت میں ان پر کتمانِ حق کے ارتکاب کا ثبوت ملتا ہے اور دوسری صورت میں دین کے معاملے میں ان کی بُزدلی ثابت ہوتی ہے۔ اور یہ دونوں باتیں مسلمانوں کے نزدیک حضرت علیؓ کی ذات سے جوڑ نہیں کھاتیں۔

(۹) وخفت علی نفسی فسقانی فامکنتہ یہ جُملہ ایک مُعمّہ معلوم ہوتا ہے۔ جان کا خطرہ تو عورت کو محسوس ہوا۔ اعرابی کو کیسے معلوم ہو گیا کہ اس نے پانی پلایا۔ پھر ترتیب بتاتی ہے کہ پہلے پانی پلایا پھر میں نے اُسے اپنی جان پر قدرت دے دی۔ پانی پی لیا جان بچ گئی۔ اب جان پر قدرت دینے کی وجہ اس کے بغیر کیا ہو سکتی ہے کہ عورت نے پاس عہد کی بنا پر یا شکریہ ادا کرتے ہوئے اس کے احسان کا بدلہ دیتے ہوئے اپنی جان پر قدرت دے دی۔

(۱۰) حضرت علیؓ نے جس فعل کو ربّ کعبہ کی قسم کھا کر نکاح قرار دیا اس میں گواہ کوئی نہیں تھے لہذا اس کی سزا کوئی نہیں۔ فقہِ جعفریہ میں اس کا اصطلاحی نام مُتعہ بھی ہے۔

(۱۱) جناب یہ جُرم قابلِ تعزیر کیوں ہونے لگا یہ تو انتہائی اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے۔ جیسا کہ تفسیر منہج الصادقین ۲، ۴، ۳ پر ہے۔ قال رسول اللہ من تمتع مرۃ درجتہ کدرجۃ الحسین ومن تمتع مرتین درجتہ کدرجۃ

Marfat.com

الحسن ومن تمتع ثلث مراتٍ درجتہ کدرجۃ علی ومن تمتع اربع مرات درجتہ کدرجتی ۔ (ترجمہ) " رسولِ خدا نے فرمایا کہ جس نے ایک دفعہ متعہ کیا اس کا درجہ حضرت حسینؓ کے برابر ہے۔ جس نے دوؔ دفعہ متعہ کیا اس کا درجہ حضرت حسنؓ کے برابر ہے اور جس نے تین مرتبہ متعہ کیا اس کا درجہ حضرت علیؓ کے برابر ہے اور جس نے چار دفعہ متعہ کیا اُس کا درجہ میرے برابر ہے "

حضرات یہ ہے فقہ جعفریہ کا کمال کتنی آسانی اور فضیلت ہے ۔

اب حوالہ " تہذیب الاحکام ۷ : ۲۴۸ " عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال انما جعلت البینۃ فی النکاح من اجل المواریث ۔

(ترجمہ) " امام جعفرؒ نے فرمایا کہ نکاح میں گواہوں کی حاجت محض اولاد کی میراث ثابت کرنے کے لئے ہوتی ہے "

روایت میں اِنَّمَا کا لفظ ظاہر کرتا ہے کہ نفس نکاح کے ساتھ گواہوں کا کوئی تعلق نہیں۔ وہ تو محض اسلئے ہے کہ کل میراث کے معاملے میں اولاد میں جھگڑا نہ ہو۔ لہٰذا جب تفریحاً نکاح کرنا ہو تو گواہوں کے تکلف میں نہیں پڑنا چاہیئے۔ زانی اور زانیہ کی باہمی رضامندی کافی ہے ۔ اب ملاحظہ فرمائیں داخلی آزادی :۔

داخلی آزادی

(۱) سئل ابو جعفر عن رجلٍ کانت عندہٗ امرأۃ فزنی بامھا او ابنتھا او اختھا فقال ما حرم حرام قط حلالاً ۔ (ترجمہ) " امام باقرؒ سے ایک آدمی کے متعلق سوال ہوا کہ اُس نے اپنی بیوی کی ماں سے یا اس کی بیٹی سے

یا اس کی بہن سے زنا کیا تو کیا حکم ہے۔ فرمایا ٹھیک ہے۔ کوئی حرام کسی حلال کو حرام نہیں کر سکتا۔"

(۲) من لایحضرہ الفقیہ ۳ : ۲۶۴، امام محمد باقرؒ فرماتے ہیں :۔

وان زنی رجل بامرأۃ ابنہ وامرأۃ ابیہ او بجاریۃ ابنہ او بجاریۃ ابیہ فان ذالک لایحرمھا علی زوجھا ۔

(ترجمہ) "امام باقرؒ فرماتے ہیں کہ اگر کسی مرد نے اپنی بہو یا اپنی سوتیلی ماں سے زنا کیا۔ یا بیٹے یا باپ کی لونڈی سے زنا کیا تو اس کا یہ فعل اس پر اس کی بیوی کو حرام نہیں کر سکتا۔"

تو ہاں حضور ایک پہلو میں ذرا پابندی لگا دی گئی ہے۔ فروعِ کافی میں اس کا ذکر متعدد بار کئی مقامات پر ہے۔ اسکے علاوہ :۔

"تہذیب الاحکام ۷ : ۳۰۹، ۳۱۰" پر ملاحظہ فرمائیں۔

ومن فجر بغلام اوقبہ لم تحل لہ اختہ ولا امہ ولا ابنتہ ابدا۔

(ترجمہ) "جس شخص نے کسی لڑکے سے لواطت کی اُس شخص کے لیے اس لڑکے کی بہن، ماں اور بیٹی ہمیشہ کے لیے حرام ہو گئی۔"

اسی تہذیب الاحکام میں ہے :۔ عن ابی عبداللہ علیہ السلام فی رجل لعب بغلام ھل تحل لہ امہ قال ان کان ثقب فیہ فلا ۔

(ترجمہ) "امام جعفر صادق سے ایک آدمی کے متعلق سوال ہوا کہ ایک لڑکے سے لواطت کی تو کیا اس کی ماں اس لوطی کے لیے حلال ہو گئی؟ فرمایا جب اس نے دخول کیا تو اس کی ماں اس پر حرام ہو گئی۔"

تبصرہ :۔ لواطت سے انسان کا وہ پہلو متاثر ہوا جو گھریلو

Marfat.com

زندگی سے تعلق رکھتا ہے۔ تو رہی اُس کی قانونی اور شخصی حیثیت تو اس کے متعلق ان احکام میں کوئی وضاحت نہیں کی گئی کہ یہ کوئی گناہ کا کام یا جُرم لائق تعزیر ہے۔ البتہ فقہ جعفریہ میں دوسرے مقامات پر لواطت کی حیثیت بتائی گئی ہے۔ حوالہ فرق الشیعہ ص۹۳ پر یہ ابو محمد الحسن بن موسیٰ نوبختی کی تصنیف ہے۔ اس کی تعریف مولوی نور اللہ شوستری شہید ثالث نے اپنی کتاب مجالس المؤمنین ۱: ۸۲۶ پر خوب کی ہے۔ اس فرق الشیعہ میں ہے :- وقالوا باباحة المحادم من الفروج والغلمان واعتلوا فی ذالک بقول عز وجل او یزوّجھم ذکرانا واناثا" - (ترجمہ) "مراد یہ ہے کہ لڑکوں سے وطی حلال ہے اور دلیل قرآن میں ہے۔ یا نکاح کرتا ہے لڑکوں اور عورتوں کے ساتھ"۔

"او یزوجھم ذکرانا واناثا" کی تعبیر جو فقہ جعفریہ کے نکتہ نگاہ سے کی گئی ہے اس کی نظیر مشکل سے ملے گی۔ بہرحال یہ تو ثابت ہو گیا کہ فقہ جعفریہ میں لڑکوں سے نکاح کرنا گویا منشائے قرآنی کے عین مُطابق ہے۔

(۱) تہذیب الاحکام ۷: ۴۱۵ :- سألت اباالحسن الرضا علیہ السلام عن ایتان الرجل المرأۃ من خلفھا فقال احلتھا اٰیۃ من کتاب اللہ عزوجل قول لوط ھٰؤلاءِ بناتی ھن اطھر لکم و قد علم انھم لایریدون الفرج - (ترجمہ) "امام موسیٰ رضا سے عورت کے ساتھ وطی فی الدبر کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا قرآن

Marfat.com

کی آیت نے اسے حلال قرار دیا ہے۔ حضرت لوط نے فرمایا یہ میری بیٹیاں تمہارے لئے پاکیزہ ہیں وہ جانتے تھے کہ قوم لوط عورتوں کے ساتھ قُبل سے وطی کرنا نہیں چاہتی تھی۔ یعنی وہ خلافِ وضع فطرت کے عادی تھے "۔

(۲) عن عبد اللہ بن ابی یعفور قال سالت ابا عبد اللہ علیہ السّلام عن الرجل یاءتی المرأۃ فی دبرھا قال لا بأس بہ اذا رضیت۔

(ترجمہ) "عبد اللہ بن یعفور کہتا ہے مَیں نے امام جعفر سے عورت کے ساتھ وطی فی الدُّبر کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا کوئی حرج نہیں اگر عورت راضی ہو "۔

(۳) "تہذیب الاحکام ۷ : ۴۶۰" عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال اذا اَتی الرجل المرأۃ فی الدبر وھی صائمۃ لم ینقض صومھا ولیس علیھا غسل۔ (ترجمہ) "یعنی امام جعفر نے فرمایا کہ عورت روزے سے ہو اور (ظاہر ہے رمضان کی بات ہے) مرد اس کے ساتھ وطی فی الدُّبر کرے تو عورت کا نہ روزہ ٹوٹے گا نہ اس پر غسل واجب ہے "۔

(۴) "استبصار ۱ : ۵۶" سئل ابو عبد اللہ علیہ السلام عن الرجل یصیب المرأۃ فیما دون الفرج أعلیھا غسل ان ھو انزل و لم ینزل ھی قال لیس علیھا غسل وان لم ینزل ھو فلیس علیہ غسل۔ (ترجمہ) "امام جعفر سے پوچھا گیا جو شخص عورت سے وطی الدُّبر کرے کیا اس عورت پر اس صورت میں غسل واجب ہے کہ مَرد کو انزال ہوا عورت کو نہیں ہوا۔ فرمایا عورت پر غسل نہیں۔ اور مَرد کو انزال نہ ہو تو مَرد پر بھی غسل نہیں "۔

Marfat.com

حرمت مصاہرت

من لا یحضرہ الفقیہ ۳ : ۲۶۳ :-

ان الرجل اذا تزوج المرأۃ فزنی بہا قبل ان یدخل بہا لم تحل لہ لانہ زانی ویفرق بینہما

(ترجمہ) "ایک مرد نے عورت سے نکاح کیا۔ مگر اس سے پیشتر اس سے زنا کر چکا تھا۔ تو نکاح کے باوجود بھی وہ عورت اس کے لئے حلال نہ ہو گی۔ اِن دونوں میں تفریق کی جائے۔"

ناظرین حضرات! گذشتہ اوراق میں یہ تو گذر چکا ہے کہ بیوی کی ماں، بہن وغیرہ سے زنا کرنے سے نکاح میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ آخر حرمت کی کوئی صورت تو ہونی ہی چاہیئے تھی۔ فقہ کی خانہ پُری بھی تو ضروری ہے۔ چنانچہ وہ صورت بھی بتادی۔ کہ اگر کسی عورت سے زنا کیا تو پھر اس سے نکاح نہیں ہو سکتا اور اگر کوئی سینہ زوری سے کرہی لے تو ان میں تفریق کردی جائے۔

"من لا یحضرہ الفقیہ ۳ : ۲۶۰" :- عن ابو جعفر علیہ السلام قال لا تنکح ابنۃ الاخ ولا ابنت الاُخت علیٰ عمتہا وخالتہا الا باذنہا وتنکح العمۃ والخالۃ علیٰ ابنت الاخ وابنۃ الاخت بغیر اذنہا ۔ (ترجمہ) "امام باقر فرماتے ہیں کہ بھتیجی کو پھوپھی پر نکاح میں نہ لایا جائے۔ اور بھانجی کو اس کی خالہ پر سوائے ان کی اجازت کے۔ اور پھوپھی بھتیجی پر نکاح میں آسکتی ہے۔ اس طرح خالہ بھانجی پر بغیر ان کی اجازت کے نکاح میں آسکتی ہے۔"

فروع کافی ۵ : ۴۲۵ پر امام محمدؐ باقر کا یہی فیصلہ درج ہے۔ اسی

Marfat.com

طرح تہذیب الاحکام ۷ : ۳۳۳ ، پر یہی فیصلہ درج ہے ۔

ایک اور آسانی

تہذیب الاحکام ۷ : ۲۴۲ :۔

(۱) عن محمد بن مسلم عن ابی جعفر علیہ السلام

قال قلت لہ الرجل یحل لاخیہ جاریتہ قال نعم لا بأس بہ لہ ما احل لہ منھا ۔ (ترجمہ) "میں نے امام باقر سے ایک آدمی کے متعلق پوچھا جو اپنی لونڈی اپنے بھائی کے لئے حلال کر دیتا ہے ۔ فرمایا کوئی حرج نہیں اُس نے بھائی کے لیے جو چیز حلال کی وہ حلال ہے ۔"

(۲) عن ابی بصیر قال سألت ابا عبد اللہ علیہ السلام عن امرأۃ احلت لابنھا فرج جاریتھا قال ھو حلال لہ قلت افیحل لہ ثمنھا قال لا انما یحل لہ ما احلت لہ ۔ (ترجمہ) "میں نے امام جعفر سے پوچھا کیا ایک عورت اپنی لونڈی کو اپنے بیٹے کے لئے حلال کر سکتی ہے ؟ فرمایا وہ اس کیلئے حلال ہے ۔ میں نے پوچھا اگر وہ لڑکا لونڈی کو فروخت کر دے تو رقم اس کے لئے حلال ہو گی ؟ ۔ فرمایا نہیں ۔ صرف وطی اس کے لئے حلال ہو گی ۔"

(۳) تہذیب الاحکام ۷ : ۲۴۴ :۔ سئل رجل ابا عبد اللہ علیہ السلام ونحن عندہ عن عاریۃ الفرج فقال حرام ثم مکث قلیلاً ثم قال لکن لا بأس بان یحل الرجل خرج جاریتہ لاخیہ ۔ (ترجمہ) "حضرت امام جعفر سے پوچھا گیا کہ عاریۃً کسی سے وطی کی جا سکتی ہے فرمایا حرام ہے ۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد فرمایا لیکن اس میں کوئی حرج نہیں کہ کوئی آدمی اپنی لونڈی کی شرمگاہ عاریۃً اپنے

Marfat.com

بھائی کے لئے حلال کر دے"۔

اس سے بھی بڑی آسانی

(۱) عن ابی بصیر قال سئل ابو عبداللہ علیہ السلام عن المتعة أھی من الاربع فقال لا ولا من السبعین۔

(ترجمہ) "امام جعفر سے پوچھا گیا کہ متعہ کی تعداد چار میں شامل ہے فرمایا چار کیا ستر سے بھی زیادہ کے ساتھ متعہ کر سکتا ہے"۔

(۲) عن زرارة عن ابی عبد اللہ علیہ السلام ذکر له المتعة أھی من الاربع قال تزوج منھن الفا فانھن مستاجرات

(ترجمہ) "امام جعفر سے پوچھا گیا کیا متعہ کی تعداد چار میں شامل ہے فرمایا چاہے ایک ہزار سے متعہ کر کیونکہ یہ اجرت کا معاملہ ہے"۔

"تہذیب الاحکام" ۷ : ۲۶۰ ابو سعید احول سے روایت ہے قال قلت لابی عبداللہ علیہ السلام ادنی ما یتزوج به المتعة قال کف من بر۔ (ترجمہ) "میں نے امام جعفر سے پوچھا متعہ کرنے والا کم از کم کتنی اجرت ادا کرے۔ فرمایا ایک مٹھی بھر گندم کافی ہے"۔

تہذیب الاحکام ۷ : ۲۶۷ :۔ سئالت اباعبد اللہ علیہ السلام عن الرجل یتزوج علی عدد واحد قال لا بأس ولکن اذا فرغ فلیحول ولا ینظر۔ (ترجمہ) "میں نے امام جعفر سے ایک مرد کے متعلق پوچھا جو جلانے کی ایک لکڑی کے عوض متعہ کرلے۔ فرمایا کوئی حرج نہیں۔ لیکن جب فارغ ہو تو مڑ کر اس عورت

Marfat.com

کی طرف نہ دیکھے۔"

اِسلام میں نکاح کے لئے جانبین کا مسلمان ہونا شرط ہے۔ اور فقہ اسلامی میں تمدنی تقاضوں کے پیشِ نظر کفو کا بھی خیال رکھا جاتا ہے۔ اس طرح انتخاب کا دائرہ لازماً محدود ہو جاتا ہے۔ فقہ جعفریہ میں نکاح متعہ کے لئے تمام حدود ختم کر دی گئی ہیں تاکہ فقہ جعفریہ کے متوالوں کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہ رہنے پاتے۔

نیز محمد بن سنان نے امام موسیٰ کاظم سے دریافت کیا کہ

سألته عن نكاح اليهودية والنصرانية فقال لا بأس فقلت مجوسية فقال لا بأس۔ (ترجمہ) "میں نے یہودی اور نصرانی عورت سے متعہ کرنے کے متعلق پوچھا۔ فرمایا کوئی حرج نہیں۔ پھر میں نے مجوسی عورت کے متعلق پوچھا۔ فرمایا کوئی حرج نہیں۔"

بلکہ اس سے زیادہ آزادی کی ایک اور صورت بتائی۔

تہذیب الاحکام ص۲۵۳ ج۷ متی اراد الرجل تزويج المتعة فليس عليه التفتيش عنها بل يصدقها في قولها۔ (ترجمہ) "جب آدمی متعہ کرنا چاہے تو عورت کے متعلق تفتیش نہ کرے کون ہے کیسی ہے۔ بلکہ جو کچھ وہ کہے اُسے سچ سمجھے۔"

عن ابی عبد الله علیه السلام قال قلت اِنّی تزوّجت امرأة متعة فوقع في نفسي ان لها زوجا ففتشت عن ذالك فوجدت لها زوجا فقال (ای امام) ...... ولم فتشت۔ (ترجمہ) "راوی کہتا ہے میں نے امام جعفر سے عرض کیا۔ میں نے ایک عورت سے متعہ کیا میرے

Marfat.com

دِل میں خیال آیا کہ یہ شادی شُدہ ہے۔ میں نے اس سے پوچھا تو واقعی اس کا خاوند تھا۔ تو امام نے فرمایا کہ تُو نے یہ تفتیش کیوں کی ہے"۔

نکاح کے معاملے میں صرف ایک پابندی

یوں تو نکاح کے معاملہ میں انتخاب کے سلسلے میں فقہ جعفریہ میں بڑی وُسعتِ نظر سے کام لیا گیا ہے۔ مگر ایک پہلو میں سخت پابندی لگا دی گئی ہے:۔

(۱) "فروعِ کافی ۵: ۲۴۸، ۳۴۹ طبع تہران" عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال لا یتزوج المؤمن الناصبة المعروفة بذالك (ترجمہ) امام جعفر نے فرمایا کوئی مومن مرد کسی ایسی عورت سے نکاح نہ کرے جو سُنّی ہونے کی حیثیت سے جانی پہچانی ہو"۔

(۲) عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال لہ الفضیل أتزوج الناصبة قال لا۔ (ترجمہ) "فضیل نے امام جعفر سے پوچھا کہ میں سُنّی عورت سے نکاح کر لوں۔ فرمایا نہیں"۔

(۳) عن عبد اللہ ابن سنان قال سالت ابا عبد اللہ عن الناصب الذی قد عرف نصبہ وعداوتہ هل تزوجہ المؤمنة وهو قادر علی ردہ وهو لا یعلم بردہ قال لا یتزوج الناصب المؤمنة ولا یتزوج المستضعف المؤمنة۔ (ترجمہ) "عبد اللہ ابن سنان کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر سے پوچھا جو مرد سُنّی ہونے میں مشہور ہو گیا وہ شیعہ عورت سے نکاح کر سکتا ہے۔ حالانکہ شیعہ عورت کے وارث رَدّ کرنے پر قادر ہیں اور رَدّ کا علم بھی ہے۔ فرمایا کوئی شیعہ مرد سُنّی عورت سے نکاح نہیں کر سکتا

Marfat.com

اور نہ سُنّی مرد شیعہ عورت سے نکاح کر سکتا ہے - اور کمزور سُنّی بھی شیعہ عورت سے نکاح نہیں کر سکتا ہے"

(۴) ایضاً ص ۲۵۰ :- عن الفضیل بن یسار قال سألتُ ابا عبد اللّٰہ علیہ السلام عن نکاح الناصبۃ فقال لا واللّٰہ ما یحل-

(ترجمہ) " فضیل کہتا ہے میں نے امام جعفرؓ سے پوچھا کہ سُنّی مرد شیعہ سے نکاح کر سکتا ہے - فرمایا نہیں - خدا کی قسم شیعہ عورت سُنّی کے لئے حلال نہیں "

(۵) ایضاً ص ۳۵۱ :- عن عبد اللّٰہ بن سنان عن ابی عبد اللّٰہ علیہ السلام قال سالہٗ ابی وانا اسمع عن نکاح الیھودیۃ والنصرانیۃ فقال نکاحھما احب الیّ من نکاح الناصبۃ -

(ترجمہ) " عبد اللہ ابن سنان نے امام جعفر سے پوچھا وہ کہتا ہے کہ میں سُن رہا تھا کہ یہودی یا نصرانی عورت سے نکاح کیا - فرمایا مجھے سُنّی عورت کے مقابلہ میں یہودی یا نصرانی عورت سے نکاح زیادہ محبوب ہے "

روایت ۱، ۳ انہی الفاظ کے ساتھ استبصار ۳ : ۹۹ پر درج ہے -

(۶) " من لایحضرہ الفقیہ ۳ : ۲۵۲ ، باب النکاح " لاینبغی للرجل المسلم منکم ان یتزوج ابنۃً ناصبیا ولا یطرحھا عندہ قال مصنف ھذا الکتاب من نصب حربا لِآلِ محمدؐ علیہ السلام فلا نصیب لھم فی الاسلام فلذالک حرم نکاحھم -

(ترجمہ) کسی مسلمان مرد کے لئے جائز نہیں کہ وہ سُنّی عورت سے نکاح

Marfat.com

کرے اور شیعہ مرد اپنی بیٹی کسی سُنّی مرد کو نہ دے۔ اگر نکاح ہو چکا ہے تو سُنّی کے پاس مت رہنے دے۔ جس شخص نے آلِ محمدؐ کی مخالفت کی (جیسا کہ سُنّی کرتے ہیں) اسکا اسلام میں کوئی حصّہ نہیں اس وجہ سے اُن سے نکاح حرام ہے۔"

(۷) "تہذیب الاحکام ۷ : ۳۰۲"۔ قال الشیخ رحمۃ اللہ ولا یجوز نکاح الناصبۃ المظھرۃ بعداوۃ آل محمد علیہ السلام یدل علی ذالک ماثبت من کون ھٰؤلاءِ کفارا با دلۃ لیس ھٰذا موضع شرحھا و اذا ثبت کفرھم فلا یجوز مناکحھم۔

(ترجمہ) "شیخ نے فرمایا کسی شیعہ مرد کا نکاح سُنّی عورت سے جائز نہیں جس سے عداوت آل محمدؐ ظاہر ہوتی ہو۔ یہ بات اس پر دلالت کرتی ہے جو ثابت ہو چکا ہے کہ سُنّی کافر ہیں۔ یہ ان دلائل کے بیان کرنے کا موقع نہیں جو سُنیوں کے کُفر پر دال ہیں جب ان کا کُفر ثابت ہو تو ان سے نکاح حرام ہے۔"

(۸) "تہذیب الاحکام ۷ : ۳۰۳"۔ عن الفضیل بن یسار قال سألت ابا جعفر علیہ السلام عن المرأۃ العارفۃ ھل ازوجھا الناصب. قال لا لان الناصب کافر" (ترجمہ) "فضیل کہتا ہے میں نے امام باقرؑ سے پوچھا کیا میں سُنّی عورت سے نکاح کروں۔ فرمایا بالکل نہیں کیونکہ ناصبی کافر ہے۔"

(۹) عن ابی جعفر علیہ السلام قال ذکر عندہ الناصب فقال لا تناکحھم ولا تاکل ذبیحتھم ولا تسکن معھم۔ (ترجمہ) امام باقرؑ

Marfat.com

کے سامنے ناصبی کا ذکر ہوا تو فرمایا ان سے نہ نکاح کرو نہ ان کا ذبیحہ کھاؤ۔ اور نہ ان کے ساتھ رہائش اختیار کرو۔"

(۱۰) اللمعہ الدمشقیہ۔ ۵ : ۲۳۴، ۳۵، ۳۶ مسئلہ کفاءت

فھی معتبرۃ فی النکاح فلا یجوز للمسلمۃ مطلقا التزویج بالکافر وھو موضع وفاق ولا یجوز للناصب التزویج بالمؤمنۃ لان الناصبی شر من الیھودی والنصرانی علی ماروی فی اخبار اھلبیت علیہ السلام وکذا العکس ای وھو تزویج المؤمن بالناصبۃ سواء الدائم او المتعۃ۔ (ترجمہ) "نکاح میں کفو معتبر ہے تو مسلمان عورت کے لئے کسی کافر مرد سے نکاح کرنا مطلق حرام ہے۔ اور یہ ایک اتفاقی مسئلہ ہے۔ اسی طرح ایک سُنّی مَرد سے شیعہ عورت کا نکاح حرام ہے۔ کیونکہ ناصبی یعنی سُنّی یہودی اور نصرانی سے بھی بُرا ہے۔ جیسا کہ اہلبیت کی احادیث میں ہے اسی طرح شیعہ مرد کا نکاح سُنّی عورت سے بھی حرام ہے خواہ دائمی ہو یا متعہ ہو۔"

(۱۱) ایضاً ۵ : ۲۳۴ :۔ عن عبد اللہ ابن یعفور عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال وایاک ان تغتسل من غسالۃ الحمام و فیھا تستجمع غسالۃ الیھودی والنصرانی والمجوسی والناصب لنا اھل بیت فھو شرھم فان اللہ تعالیٰ لم یخلق خلقا انجس من الکلب وان الناصب لنا اھل البیت لانجس منہ۔

(ترجمہ) "عبد اللہ ابن یعفور امام جعفر سے بیان کرتا ہے کہ فرمایا حمام کے

Marfat.com

غسالہ میں غسل نہ کرنا کہ اِس میں یہودی، نصرانی، مجوسی اور ناصبی یعنی سُنّی کا غسالہ جمع ہوتا ہے۔ اِن سب سے ناصبی زیادہ بُرا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے کُتّے سے نجس کوئی چیز پیدا نہیں کی۔ مگر سُنّی تو کُتّے سے بھی زیادہ پلید ہے"۔

فروع کافی، کتاب الوسائل، جامع عباسی، الروضۃ البھیۃ میں یہی فتویٰ درج ہے۔ اِن تمام روایات اور فتاویٰ کا خلاصہ یہ ہے کہ شیعہ مرد کا سُنّی عورت کے ساتھ اور شیعہ عورت کا سُنّی مرد کے ساتھ نکاح حرام ہے۔ یہ کسی طرح ہم کفو نہیں ہو سکتے۔ اور سُنّی بدترین مخلوق ہے۔ یہ فقہ جعفریہ کا اتفاقی اور اجماعی مسئلہ ہے۔

ناصبی اس ساری بحث میں جس گروہ کو بُغض و عداوت کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ اس کے لئے **ناصبی** کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اسلئے اس لفظ کے اُس مفہوم کی تعین ضروری ہے جو فقہ جعفریہ میں کی گئی ہے۔

"انوار نعمانیہ ۱ : ۱۸۵ ":- ولعلك تقول ان مخالفينا يزعمون انهم لا يبغضون علياً و هذا زعم باطل و قد روی عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ان علامة بغض علی تقديم غيره عليه و تفضيله عليه۔ (ترجمہ) "شاید تم کہو کہ ہمارے مخالف سمجھتے ہیں کہ وہ حضرت علیؓ کو بُرا نہیں جانتے یہ خیال باطل ہے کیونکہ نبی کریمؐ نے حضرت سے بُغض کی علامت یہ بتائی کہ حضرت علیؓ پر کسی کو فضیلت دی جائے اور اس سے (خلافت میں) کسی کو

Marfat.com

مُقدّم سمجھا جائے "۔

"استبصار ۱ : ۱" :۔ عن الصادق علیہ السلام انہ لیس الناصب من نصب لنا اھلبیت فانہ لا تجد ولا یقول انا ابغض محمدًا وآلِ محمدؐ ولکن الناصب من نصب لکم وھو یعلم انکم تولونا و انتم شیعتنا ۔ (ترجمہ) " امام جعفر صادق فرماتے ہیں ناصبی وہ نہیں جو ہم اہلِ بیت کی مخالفت کرے کیونکہ ایسا آدمی کوئی نہیں ملے گا۔ جو کہے مَیں محمدؐ و آلِ محمدؐ سے بُغض رکھتا ہوں بلکہ ناصبی وہ ہَے جو تمہاری مخالفت کرے یہ جانتے ہوئے کہ تم ہمیں دوست رکھتے ہو اور ہمارے شیعہ ہو "۔

"حق الیقین ص ۶۸۸ " مُلّا باقر مجلسی بیان کرتا ہے :۔ ابن ادریس نے کتاب سرائر میں کتاب مسائل محمد بن علی علیٰسی سے روایت کی ہَے کہ " لوگوں نے حضرت علی نقی کی خدمت میں عریضہ لکھا کہ ہم ناصبی کے جاننے اور پہچاننے کے اس سے زیادہ محتاج ہیں کہ حضرت امیرالمؤمنین پر ابوبکرؓ و عمرؓ کو مُقدّم جانے اور ان دونوں کی امامت کا اعتقاد رکھے ۔ حضرت نے جواب میں فرمایا سو جو شخص یہ اعتقاد رکھتا ہے وہ ناصبی ہَے "۔

حکومتِ وقت کو اِسلامی مُعاشرہ کی تشکیل کے لئے برہنگی، عُریانی، اور بے حیائی کو روکنے کے لئے احکام نافذ کرنے پڑتے ہیں ۔ انگریز کے قانون میں بھی گو ناکافی ہی ایسی دفعات موجود ہیں جن کی رد سے عُریانی اور فحاشی کو قابلِ مؤاخذہ جُرم قرار دیا گیا ہے ۔ لیکن فقہ جعفریہ

Marfat.com

کی رُو سے ایسی حرکات پر مؤاخذہ ممکن ہی نہیں۔ ہم اس سلسلہ میں چند روایات پیش کرتے ہیں اِن کی تشریح قاری پر چھوڑتے ہیں۔

بابِ سترِ عورت

یہ اَمر بُنیادی انسانی اخلاق میں داخل ہے کہ انسان کے جسم کے بعض حِصّے ایسے ہیں کہ انہیں ہر حال میں دوسروں سے مستور رکھنا چاہیئے بشرطیکہ انسان ترقیِ معکوس کرتے کرتے اس منزل پر نہ پہنچ جائے جہاں جانوروں کی مماثلت پیدا کر کے اپنے لئے بس لباسِ عُریانی ہی کافی سمجھے۔ بلکہ نیوڈ کلب بنا کر اسے ایک تنظیم اور تہذیب کا معراج سمجھنے لگے۔ پھر تمام مذاہب میں عبادات کے سلسلہ میں جسم کے کچھ حِصّے پوشیدہ رکھنے کی تلقین کی جاتی ہے جسے فقہ کی اصطلاح میں سترِ عورت کہتے ہیں۔

اِسلام میں مردوں کے لئے وہ حدود اور ہیں، عورتوں کے لئے اور۔ مگر اِن دونوں میں کافی پابندی اور تکلّف کو دخل ہے۔ اِس کے برعکس فقہ جعفریہ میں اس سلسلے میں اِتنی آسانیاں ہیں کہ مغربی تہذیب جہاں تک جی چاہے ترقی کر جائے وہاں نہیں پہنچ سکتی۔

(۱) "فروعِ کافی ۶ : ۵۰۱، ۵۰۳" طبع جدید تہران۔

عن أبي الحسن علیه السلام قال العورة عورتان القُبل والدُّبر۔ فاما الدبر فمستور بالا لیتین فاذا سترت القضیب والبیضتین فقد سترت العورة وفی روایة اخریٰ واما الدّبر فقد سترته الالیتان واما القبل فاستره بیدک (ترجمہ) "امام ابوالحسن فرماتے

ہیں۔ ڈھانپنے کے لائق صرف دو حصۂ جسم ہیں۔ قُبل اور دُبر۔ پھر دُبر توسرین کے درمیان خود قدرتی ڈھکی ہوئی ہے۔ اس لیئے جب تم نے قُبل (آلۂ تناسل اور خُصیتین) کو ڈھانپ لیا تو سترِ عورت کر لیا۔ دوسری روایت ہیں کہ دُبر کو سرین نے ڈھانپ لیا ہے رہ گیا قبل تو اس کو ہاتھ سے ڈھانپ لے "۔

" فروعِ کافی ۶ : ۵۰۲ "۔ ان اباجعفر علیہ السلام کان یقول من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلا یدخل الحمامة الا بمئزر قال فدخل ذات یوم الحمام فتنور فلما اطبقت النورة علی بدنه القی المئزر۔ فقال له مولی له بابی انت کنتوصینا بالمئزر ولزومه وقد القیته فقال اما علمت ان النورة قد اطبقت العورة۔ (ترجمہ) " امام محمدؑ باقر فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص اللہ اور آخرت پر یقین رکھتا ہے وہ حمام میں کپڑا باندھے بغیر داخل نہ ہو۔ راوی کہتا ہے کہ ایک روز آپ حمام میں داخل ہوئے اپنے بدن پر چونا لگایا۔ جب سارے بدن پر مل لیا تو چادر کمر سے اتار کر پھینک دی۔ غلام نے کہا قربان جاؤں آپ ہمیں تاکید فرماتے تھے حمام میں کپڑا باندھے بغیر نہ داخل ہو۔ آپ نے اپنی چادر ہی اتار پھینکی۔ فرمایا کہ تم نہیں جانتے۔ کہ شرمگاہ کو چونا نے چھپا لیا۔ سترِ عورت تو ہو گیا اب چادر کے تکلّف کی کیا ضرورت باقی رہ گئی "۔

" من لایحضرہُ الفقیہ ۱ : ۶۵ " طبع جدید تہران میں تفصیل دی ہے کہ امام جعفرؑ حمام میں چُونا کا طلا کرتے تھے۔ اسی طرح امام محمدؑ باقر

Marfat.com

کا فعل درج ہے کہ حمام میں بدن پر چونا کا طلاء کرتے تھے۔ جب عضوِ مخصوص پر طلاء کر لیتے تو غلام کو بلا لیتے۔ ایک دن اس نے کہا :-

فقلت لہ و ما من الاعضاء الذی تکرہ ان اراہ قد رائیتہ۔ قال کلا ان النورۃ سترہ ۔ (ترجمہ) "ایک دن میں نے کہا جن اندام کا دیکھنا میرے لئے جائز نہیں وہ تو میں دیکھ لیتا ہوں۔ تو امام نے فرمایا کہ ہرگز نہیں کیونکہ چونا ستر عورت ہے "

(۱) " فروعِ کافی ۶ : ۵۰۱ " طبع جدید تہران :- عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال النظر الی عورۃ من لیس بمسلم مثل نظرك الی عورۃ الحمار ۔ (ترجمہ) " امام جعفر فرماتے ہیں کہ غیر مسلم کی شرمگاہ کو دیکھنا ایسا ہے جیسا گدھے کی شرمگاہ کو دیکھنا "

(۲) " من لایحضرہ الفقیہ ۱ : ۶۳ " طبع جدید تہران :-

عن الصادق علیہ السلام انہ قال انما کرہ النظر الی عورۃ المسلم واما النظر الی عورۃ من لیس بمسلم مثل النظر الی عورۃ الحمار ۔

(ترجمہ) " امام جعفر فرماتے ہیں کہ مسلم کا سترِ عورت دیکھنا مکروہ ہے جو غیر مسلم ہے یعنی غیر شیعہ ہے اس کی شرمگاہ دیکھنا ایسا ہی ہے جیسے گدھی کی شرمگاہ دیکھنا "

اَلحُدُود

سزا کے فلسفہ پر بحث کرتے ہوئے ماہرینِ فن اس امر کی وضاحت کرتے ہیں کہ سزا کا مقصد انتقام نہیں ہوتا بلکہ اصلاح ہوتا

Marfat.com

ہے۔ پھر ہر اصلاح کے دو پہلو ہوتے ہیں۔ اوّل یہ کہ بلاواسطہ مجرم کی اصلاح ہوتی رہے اور بالواسطہ معاشرہ کی۔ دوم یہ کہ اگر جرم ایسا سنگین ہو کہ مجرم کا وجود ہی سراپا جرم بن جائے تو معاشرہ کو مجرم کے وجود سے ہی پاک کر دیا جاتا ہے اور بالواسطہ یہ اقدام معاشرہ سے اس جرم کے استحصال کا ذریعہ بنتا ہے۔

شریعتِ اسلامی نے جرائم کی دو قسمیں تسلیم کی ہیں۔

اوّل ایسے جرائم جن کی سزا خود خالقِ کائنات نے مقرر کر دی ہے۔ ایسی سزاؤں کو حدود کہتے ہیں۔ اور خداوند کریم کی مقرر کی ہوئی سزا میں کمی بیشی یا ترمیم کی اجازت کسی کو نہیں۔ دوم ایسے جرائم جن کی سزا حکومت تجویز کرتی ہے۔ ایسی سزاؤں کو تعزیر کہتے ہیں۔

جہاں تک حدود کا تعلق ہے شریعتِ اسلامیہ میں زنا کی سزا سنگسار کرنا یا سو درّے لگانا ہے اور چوری کی سزا قطعِ ید ہے۔ یہ سزائیں جہاں کتاب اللہ میں بیان ہوئیں وہاں نبیِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عملاً یہ سزا دیکر ایک مثالی معاشرہ کی بنیاد رکھی۔ پھر خلافتِ راشدہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش کردہ نمونے پر عمل ہوتا رہا۔ پھر جہاں کہیں بھی صحیح معنوں میں اسلامی حکومت رہی ان حدود کی پابندی برابر ہوتی رہی۔

فقہ جعفریہ کے مطالعہ سے اس کی ایک مخصوص خوبی باآسانی واضح طور پہ سامنے آتی ہے۔ وہ یہ کہ جہاں خدا کی مقرر کی ہوتی سزا کو نہیں چھیڑا گیا وہاں جرم کے بارے میں ایسی آسانیاں پیدا کر دی ہیں کہ جرم بھی

ہوتا رہے مگر حد بھی جاری نہ ہو سکے۔ اور جہاں جرم کو نہیں چھیڑا گیا وہاں سزا میں ایسی نرمی اختیار کی گئی ہے اور ایسی صورتیں پیدا کر لی گئی ہیں کہ سزا بھی ہلکی رہے۔ اب ہم اِن دونوں خوبیوں یا خامیوں کی وضاحت کرتے ہیں۔

زِنا کی حد

شریعتِ اسلامیہ میں زنا کی حد سنگسار کرنے یا سَو دُرّے لگانا ہے۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عملاً یہ حد نافذ کر کے اس جرم کے گھناؤنے پن اور معاشرہ کی اصلاح کی صورت بتا دی کہ ایسے شخص کا وجود انسانیت کے چہرے پر کلنک کا ٹیکہ ہے لہٰذا یہ زمین کی سطح پر متحرک نظر نہ آئے۔ بلکہ نہایت ذلت سے زیرِ زمین دبا دیا جائے۔ دوسری صورت میں ہر کوڑہ جو سرِ عام اس کے جسم پر پڑے گا معاشرہ کے اندر سے اس جرم کے جراثیم کا قلع قمع کرتا جائے گا۔

فقہ جعفریہ میں اس سزا کو نہیں چھیڑا گیا۔ مگر اس جرم کو جرم رہنے ہی نہیں دیا۔ مثلاً :۔

(۱) باب النکاح میں " فروع کافی ۵ : ۲۸۷ " کے حوالہ سے بیان ہو چکا ہے کہ جب اولاد مقصود نہ ہو تو نکاح کے لئے گواہوں کی ضرورت نہیں۔ ظاہر ہے زنا کاروں کو اولاد سے کہاں دلچسپی ہوتی ہے لہٰذا فقہ جعفریہ نے لائسنس دے دیا کہ جہاں ایک منچلا جوڑا جنسی بھوک مٹانا چاہے آپس میں ایجاب قبول کر لے نکاح ہو گیا۔

اَب کوئی بتائے کہ جب یہ نکاح ہے تو زنا کسے کہیں گے۔ جب کسی فعل پر زنا کا اطلاق نہیں ہو گا تو اس پر حد کیسے جاری ہو گی۔

Marfat.com

(۲) اسی باب میں "فروعِ کافی ۲ : ۱۹۸" سے ایک واقعہ نقل کیا گیا ہے کہ ایک عرب عورت نے زنا کا اقرار کیا اور امیر المؤمنین عمر فاروقؓ نے اس پر حد جاری کی یعنی اُسے سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ مگر فقہ جعفریہ کا کہنا ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا یہ تو نکاح ہے۔ ظاہر ہے کہ جس فعل کو عُرفِ عام میں زنا کہا گیا ہے اور جس فعل کی سزا شریعتِ اسلامیہ کے تحت خلیفہ راشد نے سنگسار کرنا مقرر فرمایا وہ فعل فقہ جعفریہ کے نزدیک نکاح ہے زنا نہیں۔

باب النکاح اور حرمتِ مصاہرت کے باب میں پیش کردہ حوالہ جات روایات اور احکام کو سامنے رکھتے ہوئے یہ سوچنا پڑتا ہے کہ فقہ جعفریہ کے نفاذ کی صورت میں زنا کی حد کا نفاذ کیونکر ممکن ہو گا۔

حدِ سرقہ

دوسری صورت میں جس کا ذکر ابھی کیا گیا ہے کہ فقہ جعفریہ میں جہاں جرم کو نہیں چھیڑا گیا وہاں سزا کو ایسا پُرکشش بنایا گیا کہ :-

ع " خود بخود زنجیر کی جانب کھچا جاتا ہے دل "

سرقہ کے جرم پر ذرا تفصیلی بحث کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اَلسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ۔ (ترجمہ) "چوری کرنے والا مرد ہو یا عورت اِن کے ہاتھ کاٹو۔ یہ ہاتھ ان کے کئے کی سزا ہے۔"

اِس آیت کے مجمل ہونے میں شیعہ سُنّی متفق ہیں اس لئے اپنے اجمال کے بیان میں رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف سے وضاحت کی محتاج ہے اجمال کئی طرح ہے۔ مثلاً دایاں ہاتھ کاٹا جائے یا بایاں۔ پھر جو بھی کاٹا جائے

Marfat.com

کہاں سے کاٹا جائے کیونکہ مقاطع یدتین ہیں۔ رسغ، مِرفق، کتف، یہ جوڑ ہیں مفصِل کہلاتے ہیں۔ جہاں انگلیاں جاکر ہتھیلی کے ساتھ ملتی ہیں ان کو مفصِل نہیں مُشط کہتے ہیں۔

اَب ثابت یہ کرنا ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی قولی یا عملی تفسیر کیا فرمائی اور خلفائے اربعہ کے زمانے میں اس آیت پر کیونکر عمل ہوتا رہا۔ اس میں بھی قول و فعلِ رسولؐ مُقدّم ہے اور معیارِ حق ہے۔ اگر قول و فعلِ رسولؐ کے خلاف کسی کا قول پایا گیا تو وہ قابلِ حجّت نہیں ہوسکتا۔ اگر کہیں اختلاف کا سراغ ملے تو اس کی شرعی صورت یہی ہے کہ اوّل تو ان میں تطبیق پیدا کی جائے۔ اگر نہ ہو تو تاویل کی جائے گی۔ اگر اس کی بھی گنجائش نہیں تو فرمانِ رسولؐ پر عمل ہوگا۔ اب اس اجمال کی تفصیل دی جاتی ہے۔

(۱) "تبیین الحقائق صہ ۲۲۴ علامہ زیلعی" ان الید ذات مقاطع ثلاثۃ وھی الرسغ و المرافق والمنکب وکل فیھا یحتمل ان یکون مراد فزال الاحتمال ببیان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حیث امر بقطع الید الیمنیٰ من الزند ولان مفصل الزند من الرسغ فیتیقن بہ لکونہ اقل فیوخذ بہ لان العقوبات لاتثبت بالشبھۃ فلا تثبت وانما کان مفصل الزند مراد لبیان النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

(ترجمہ) "ہاتھ کاٹنے کی تین جگہیں ہیں۔ رسغ، مرفق، اور منکب ان سب کا احتمال ہے۔ مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان سے احتمال جاتا رہا کہ حضورؐ نے زند سے دایاں ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ زند کا مفصل یا جوڑ رسغ ہے۔ یہی یقینی ہے۔ کیونکہ مقاطع ثلاثہ میں سے کم از کم مفصل یہی ہے۔ دوسروں میں

Marfat.com

شُبہ ہے اور عقوبات شبہ سے ثابت نہیں ہوتیں جو رسغ سے زائد ہے۔ وہ شُبہ میں ہے۔

(۲) "تفسیر کنز العرفان ۲ : ۳۵۰" شیخ مقداد :- فان الایۃ مشتملۃ علی احکام کلہا لجملۃ تفتقر الی بیان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لقولہ تعالی تبین للناس ما نزل الیہم ۔ (ترجمہ) "آیت تمام احکام پر مُشتمل مجمل طور پر جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے بیان کی محتاج ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو حکم دیا کہ قرآن کی وضاحت کریں۔"

(۳) "تفسیر مجمع البیان" وقال العلماء ان ھٰذہِ الایۃ مجملۃ فی ایجاب القطع علی السارق و بیان ذالک ماخوذ من السنّۃ ۔ (ترجمہ) "علمائے شیعہ نے کہا کہ چور کا ہاتھ کاٹنے میں آیت مجمل ہے اس کی تفصیل سُنّت سے ماخوذ ہے۔"

قطعِ یَد کی مثالیں تاریخ سے ثابت ہے کہ قطع یَد کا طریقہ حضورؐ کی بعثت سے قبل رائج تھا۔ اِسلام نے اس کو برقرار رکھا۔

(۱) واوّل من حکم بقطعہ فی الاسلام الولید بن المغیرۃ فامر اللہ بقطعہٖ فکان اول سارق قطعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الاسلام من الرجال الخیار ابن عدی بن نوفل بن عبد مناف و من النساء مرۃ بنت سفیان بن عبد الاسد بن بنی مخذوم و قطع ابو بکرؓ ید الیمنیٰ الذی سرق العقد و قطع عمرؓ ید ابن سمرۃ اخی عبد الرحمٰن بن سمرۃ ۔ "تفسیر قرطبی"

(ترجمہ) " زمانہ جاہلیّت میں جس نے سب سے پہلے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا

Marfat.com

وہ ولید بن مغیرہ تھا۔ اسلام میں اللہ تعالیٰ نے قطع ید کا حکم فرمایا اسلام میں سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں میں سے خیار ابن عدی کا ہاتھ کاٹنے کا حکم فرمایا اور عورتوں میں سے مرّہ بنتِ سفیان کا۔ حضرت ابو بکرؓ نے ہار چُراتے والے چور کا دایاں ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تھا۔ اور حضرت عمرؓ نے ابن سمُرہ کا ہاتھ کاٹا تھا۔"

(۲) "سنن الکبریٰ بیہقی ۸ : ۲۷۱، کتاب السرقہ"۔ عن رجاء ابن حیوۃ عن عدی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قطع ید سارق عن المفصل۔ عن ابن جریح عن ابی الزبیر۔ عن جابر مثلہٗ یعنی قطع ید سارق من المفصل۔ (ترجمہ) "رجاء عدی سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چور کا ہاتھ جوڑ سے کاٹا۔ جابر سے بھی اسی طرح روایت ہے۔"

عن عبد اللہ بن عمرؓ و قال کان عمرؓ ابن الخطاب یقطع السارق من المفصل۔ (ترجمہ) "عبد اللہ ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ ابن الخطاب بھی چور کا ہاتھ جوڑ سے کاٹا کرتے تھے۔"

عن عدی ان علیا قطع ایدیھم من المفصل وحسمھا فکانی انظر الی ایدیھم۔ (ترجمہ) "عدی کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے چوروں کے ہاتھ مفصل سے کاٹے اور ڈم لگایا کرتے۔ میں ان کے ہاتھوں کو دیکھ رہا ہوں۔"

(۳) عن مغیرۃ عن الشعبی ان علیاؓ "کان یقطع الرجل ویدع العقب یعتمد علیھا فکان علیؓ یفرق بین الید والرجل فیقطع

Marfat.com

الید من المفصل و یقطع الرجل من شطر القدم و نحن نقول بقول غیرہ من الصحابۃ فی السویۃ بینھما و ھو قول الکافۃ ۔

(ترجمہ) " مغیرہ شعبی سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ پاؤں کاٹتے تو اس کا عقب چھوڑ دیتے کہ وہ ایڑی چھوڑ دیتے تاکہ وہ ایڑی ٹیک سکے گویا حضرت علیؓ ہاتھ اور پاؤں کاٹنے میں فرق کرتے۔ ہاتھ تو جوڑ سے کاٹتے اور پاؤں میں ایڑی چھوڑ دیتے اور ہمارا فتویٰ دوسرے تمام صحابہ کے اتفاق عمل پر ہے یہی تمام دنیا کے علماء کا اجتماعی فتویٰ ہے "۔

اگر یہ قول صحیح ہے تو حضرت علیؓ کا عمل چونکہ فعلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہے لہذا یقیناً ترک کیا جائے گا۔

(۴) " بخاری معہ فتح الباری، کتاب الحدود ۱۳ : ۹۷ " وقطع علی من الکف و وقع فی بعض انسخ البخاری وقطع علی الکف بدون کلمۃ من ۔

(۵) " مغنی ابن قدامہ ۸ : ۲۵۹ " :- لا خلاف بین اھل العلم ان السارق اوّل ما یقطع منہ یدہ الیمنیٰ من مفصل الکف و ھو الکوع وقد روی عن ابوبکرؓ و عمر رضی اللہ عنھما انھما قال اذا سرق السارق فاقطعوا یمینہ من الکوع ولا مخالف لھما من الصحابۃ ولان البطش بھا فکانت البدایۃ بھا اردع ولانھا آلۃ السرقۃ فناسب عقوبۃ باعدام آلتھا و ھو قول جماعۃ فقہاء الامصار من اھل الفقۃ والاثر من الصحابۃ والتابعین من بعدھم و ھو قول ابی بکر و عمر رضی اللہ عنھما

(ترجمہ) " علماء میں چور کا پہلے دایاں ہاتھ جوڑ سے کاٹنے میں کوئی اختلاف نہیں۔ جوڑ وہی ہے جسے کوع کہتے ہیں۔ ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ سے

Marfat.com

روایت آئی ہے کہ فرمایا جب چور چوری کرے تو اس کا دایاں ہاتھ مفصل (گٹی) سے کاٹا جائے کوئی صحابی اسمیں اختلاف نہیں رکھتا تھا۔ چُرانے میں ہاتھ کی قوت اور گرفت کام کرتی ہے یہ چوری کا آلہ ہے لہذا یہی مناسب ہے کہ ہاتھ کاٹا جائے کہ اس کے پاس چوری کا آلہ نہ رہے۔ تمام فُقہاء کا اور صحابہ کا یہی فتویٰ ہے پھر تابعین اور تبع تابعین کا بھی یہی قول ہے اور یہی قول ابوبکر صدیق اور عمؓر فاروق رضی اللہ عنہما کا بھی ہے ۔"

(۶) "بخاری مع فتح الباری کتاب الحدود ۱۳ : ۹۷ " وقطع علیؓ من الکف ووقع فی بعض النسخ البخاری وقطع علی الکف بدون کلمہ "من"۔

(ترجمہ) "اور حضرت علیؓ نے چور کا ہاتھ کاٹا کف سے اور بعض نسخوں میں ہے کف پر اس میں " من " کا کلمہ نہیں ہے ۔"

لفظ "علیٰ" یا "من" سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ چونکہ (ید) کا لفظ انگلیوں کے پوروں سے لیکر بغل تک کے لئے بولا جاتا ہے اور مرفق یعنی کہنی تک بھی بولا جاتا ہے اگر "من" مذکور ہوا تو معنیٰ یہ ہوں گے کہ اس ہاتھ سے کاٹا جائے جو انگلیوں سے بغل تک ہے۔ تو مُراد اس مفصل تک کاٹنا ہوگا جسے رسغ کہتے ہیں۔ لفظ "من" حذف ہو تو ظاہر ہے کہ حضرت علیؓ سے مفصل رسغ سے کاٹنا ثابت ہے۔ اور صدیقؓ و فاروقؓ کا بھی یہی فعل ہے اور تمام صحابہ کا اس پر اتفاق ہے اور تمام صحابہ میں حضرت علیؓ بھی شامل ہیں۔ لہذا حضرت علیؓ بھی فعلِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف نہیں ہو سکتے اس پر پوری اُمت

Marfat.com

کا اجماع ہے جہاں کہیں بھی اسلامی فقہ رائج رہی اس پر عمل ہوتا رہا چنانچہ "البدایہ ۲ : ۸۸ " پر بیان ہوا ہے :-

(۱) اما الموضع الذی یقطع من الید الیمنیٰ فھو مفصل الزند عند عامة العلماء - (ترجمہ) " بہرحال دایاں ہاتھ کاٹنے کی جگہ مفصل زند ہے "

(۲) والصحیح قولنا لما روی انہ صلی اللہ علیہ وسلم قطع ید السارق من مفصل الزند وکان فعلہ صلی اللہ علیہ وسلم بیاناً لمراد الآیة الشریفة کانہٗ نص سبحانہٗ وتعالےٰ فاقطعوا ایدیھما من مفصل الزند وعلیہ عمل الامة من لدن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی یومنا ھـذا -
(ترجمہ) " اہل سُنّت کا قول اِس بنا پر صحیح ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چور کا ہاتھ مفصل زند سے کاٹا - اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فعل آیت کے مُراد کا بیان ہے - گویا اللہ تعالیٰ نے نص فرمادی کہ چور کا ہاتھ مُفصل زند سے کاٹو - اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سے لیکر اب تک اِسی پر عمل ہے "

(۳) "تبیین الحقائق ص ۲۲۴ " ولنا ما روی انہ صلی اللہ علیہ وسلم امر بقطع ید السارق من الرسغ ولان کل من قطع من الائمة من رسغ فصار اجماعا فعلا فلا یجوز خلافہ - (ترجمہ) " ہمارے حق میں روایت بھی موجود ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چور کا ہاتھ رسغ سے کاٹنے کا حکم دیا تھا - اور تمام حُکامِ وقت رسغ سے ہاتھ کاٹتے رہے ہیں - ان کا فعل فعلی اجماع ہے جس کی مخالفت جائز نہیں "

Marfat.com

(۴) "فتح الباری ۱۲ : ۸۰" واما الاثر عن علی فوصله الدار قطنی من طریق حجبة ابن عدی ان علیاً قطع من المفصل واخرج ابن ابی شیبه من مرسل رجاء ابن حیوة ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قطع من المفصل واوردہ ابوالشیخ فی کتاب حد السرقة من وجه اخر عن رجاء عن عدی رفعه مثله ومن طریق وکیع عن سفیان عن ابی الزبیر عن جابر رفعه مثله واخرج سعید بن منصور عن حماد بن زید عن عمرو بن دینار قال کان عمر یقطع من مفصل

(ترجمہ) " اور حضرت علیؓ کا فعل جسے دار قطنی نے بیان کیا ہے کہ آپ نے چور کا ہاتھ مفصل زند سے کاٹا اور ابن ابی شیبہ نے رجاء بن حیات سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چور کا ہاتھ مفصل سے کاٹا تھا۔ اسی طرح وکیع سفیان سے اور ابی زبیر وہ جابر سے بیان کر رہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چور کا ہاتھ مفصل سے کاٹا تھا۔"

(۵) "فتح الباری ۱۲ : ۸۰" :- وجاء عن علی انه قطع الید من الاصابع والرجل من شطر القدم اخرجه عبد الرزاق عن معمر عن قتادہ وھو منقطع .... ورد بانه لا یسمی مقطوع الید لغة ولا عرفا بل مقطوع الاصابع ۔ (ترجمہ) " حضرت علیؓ سے مذکور ہے کہ انہوں نے ہاتھ کی انگلیاں کاٹی تھیں اور پاؤں ایڑی چھوڑ کر یہ روایت مقطوع السند ہے .... پھر یہ قول اس بناء پر رد کیا گیا کہ ایسے شخص کو لغت یا عرف کے لحاظ سے مقطوع الید نہیں بلکہ مقطوع الاصابع کہتے ہیں۔

(۱) معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ سے جو روایت انگلیاں کاٹنے کی ہے وہ منقطع ہے لہذا حضرت علیؓ سے انگلیاں کاٹنا ثابت نہیں ۔

Marfat.com

(۲) سنن الکبریٰ کی جو روایت گذر چکی ہے اور فتح الباری کی یہ روایت ثابت کرتی ہے کہ حضرت علیؑ نے مفصل سے ہاتھ کاٹا۔

(۳) لغت اور عرف میں اس شخص کو مقطوع الید نہیں کہتے جس کی انگلیاں کٹی ہوئی ہوں اور قرآن نے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا ہو۔

صرف انگلیوں کو ہاتھ وہی کہے گا جس کو لغت اور عرف سے بیر ہو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کی مخالفت پر ادھار کھائے بیٹھا ہو۔ ورنہ بقائمی ہوش وحواس کوئی شخص صرف انگلیوں کو ہاتھ نہیں کہتا۔

(۵) "فروع کافی، کتاب الحدود ۷ : ۲۲۲" :- عن الحلبی عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال قلت لہ من این یجب القطع فبسط اصابعہ وقال من ھٰھنا یعنی من مفصل الکف۔ (ترجمہ) "حلبی بیان کرتا ہے کہ میں نے امام جعفر سے پوچھا ہاتھ کہاں سے کاٹنا واجب ہے آپ نے انگلیاں کھول کر ہاتھ پھیلایا۔ فرمایا اس جگہ سے مراد ہاتھ کے جوڑ ہے۔ (اسی کو رسغ کہتے ہیں)"۔

(۶) "تہذیب الاحکام ۱۰ : ۱۰۲" :- عن حماد عن الحلبی عن عبداللہ قال قلت لہٗ من این یجب القطع فبسط اصابعہ وقال من ھٰھنا یعنی من مفصل الکف۔

مفصل یا جوڑ ہاتھ اور کلائی کے مقام اتصال کو کہتے ہیں۔ جیسا کہ بیان ہو چکا ہے کہ ید کا اطلاق عربوں میں سر انگشت سے لے کر بغل تک بھی ہوتا ہے اور کہنی تک بھی ہوتا ہے۔ جیسا کہ آیت وضو سے

Marfat.com

ظاہر ہے اور کبھی سرانگشت سے زند تک بولا جاتا ہے۔ زند تک ہونا قطعی اور یقینی ہے اس پر سب کا اتفاق ہے ہاں خوارج نے اس سے اختلاف کیا اور بغل سے کاٹنا مراد لیا۔ انگلیوں کو ہاتھ کوئی نہیں کہتا۔ نیز انگشت کا مفصل جدا ہے۔

اگر فروع کافی اور تہذیب الاحکام کی روایت میں مفصل انگشت مراد ہوتا تو لفظ ہوتا یعنی تقطع من الاصابع کیونکہ انگلیوں کے مفاصل جدا جدا ہیں۔ لہذا اس روایت سے حضرت علیؓ کا فعل وہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل ہے۔ صدیق اکبرؓ کا اور عمر فاروقؓ کا ہے اور تمام صحابہ کا اس پر اجماع ہے اور اسلامی ممالک میں جہاں کہیں فقہ اسلامی کا نفاذ ہوا مفصل زند سے ہی ہاتھ کاٹا گیا۔ انگلیاں کاٹنے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ اگر حضرت علیؓ سے اس منقطع روایت کو قبول کر لیا جائے تو عقل و نقل و لغت و عرف ہر ایک کی مخالفت لازم آئے گی۔

(۱) حضرت علیؓ کا قرآن کی مخالفت کرنا لازم آئے گا قرآن نے فاقطعوا ایدیھما کہا ہے فاقطعوا اصابعھما نہیں کہا۔ پھر اصابع مراد نہ لینے کا قرینہ جزاءً بما کسبا موجود ہے۔ لفظ "کسب" نے اس احتمال کو رد کر دیا جو جعفریہ نے پیدا کیا

(۲) لغت عرب کے خلاف ہے۔

(۳) عرف کے خلاف ہے۔ لغت و عرف میں اس کو مقطوع الید نہیں کہتے جس کی انگلیاں کٹی ہوئی ہوں بلکہ اُسے مقطوع الاصابع کہتے ہیں

Marfat.com

(۴) فرمانِ رسولؐ اور فعلِ رسولؐ کی مخالفت ہے۔
(۵) خلفائے راشدین کے عمل کے خلاف ہے۔ جمہور علماء اسلام کے مخالف ہے۔ خالق اور مخلوق دونوں کی مخالفت حضرت علیؓ سے ثابت کرنا فقہ جعفریہ کی سینہ زوری کے سوا کسی طرح ممکن نہیں۔

قطع اصابع کے حق میں شیعہ دلائل کا جائزہ

(۱) فَوَيْلٌ لِلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتَابَ بِاَيْدِيْهِمْ اس آیت سے شیعہ حضرات استدلال کرتے ہیں کہ بِاَيْدِيْهِمْ سے مراد اُنگلیاں ہیں ہاتھ نہیں۔ کیونکہ لکھنا انگلیوں کا کام ہے ہاتھ نہیں۔ لکھنے کے عمل کو سامنے رکھ کر اس استدلال کو پرکھا جائے تو حقیقت سامنے آجاتی ہے۔ یعنی ۱۔ لکھنے کے لیے سب سے پہلے چھنگلی اور اس طرف ہاتھ کا حصّہ اس چیز پر ٹیکا جاتا ہے جس پہ کچھ لکھنا مقصود ہو۔
(۲) خنصر یعنی (RING FINGER) کو چھنگلی پر ٹیکا جاتا ہے۔
(۳) درمیانی انگلی اور شہادت کی اُنگلی کے درمیان قلم رکھا جاتا ہے۔
(۴) اب انگوٹھے کو ملا کر ان تینوں سے قلم کی گرفت ہوتی ہے۔ یوں لکھنے کا عمل وجود میں آتا ہے۔ انگوٹھے کو علیحدہ رکھ کر ہاتھ کو ٹیکے بغیر صرف چار اُنگلیوں کی مدد سے لکھنے کی کوشش کی جائے تو (ABSTRAEF ART) کے بغیر کوئی نتیجہ نہ نکل سکے گا۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ لکھنا صرف چار انگلیوں کا کام نہیں بلکہ پورے ہاتھ کا کام ہے۔

Marfat.com

(۲) دوسری دلیل یہ ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نمازی جب سجدہ کرتا ہے تو سات اعضاء پر کرے۔ جب پورا ہاتھ کاٹ دیا جائے تو سجدہ چھ اعضاء پر ہوگا۔ اگر چار انگلیاں کاٹی گئیں تو سجدہ راحۃ پر کرے گا تو سات اعضاء ہو جائیں گے۔

چلیئے یہ فرض کر لیجئے کہ سجدہ کے وقت ایک عضو کی کمی ہو گئی تو نماز ناقص ہو گی یا باطل ہو گی۔ مگر یہ تو دُور کی بات ہے نماز کے لئے وضو شرط ہے۔ اگر چار اُنگلیاں کٹ گئیں تو ایک فرض رہ گیا لہذا وضو ہی نہ ہوا۔ جب وضو نہ ہوا تو نماز کا موقع ہی نہ آئے گا۔ پھر سجدہ کی فکر کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ فقدانِ اعضاء سے وضو ساقط ہے تو فقدانِ اعضاء سے سجدہ میں اس عضو کا نہ رکھنا ضروری ہے لہذا اُنگلیاں کاٹنا بھی موقوف کر دیا جائے گا۔

ایک اور صُورت بھی قابلِ غور ہے مثلاً ایک آدمی نے کسی سے جھگڑا کیا۔ اس دوران کسی تیز آلہ سے اسکا بازو کاٹ دیا۔ اب قصاص میں اس کا بازو کاٹا جائے گا۔ اب وہ سجدہ میں ساتواں عضو کہاں سے لائے گا۔ اگر نہیں تو وضو بھی معاف نماز بھی معاف۔

جعفریہ کے شیخ الطائفہ ابو جعفر طوسی نے ایک ایسی صُورت کا ذکر کیا ہے۔ "تہذیب الاحکام ۱۰ : ۱۰۸"۔ فلوان رجلا قطعت یدہٗ الیمنی فی قصاص ثم قطع ید رجل أیقتص منه ام لا فقال انما یترك فی حق اللہ تعالیٰ عزوجل فاما فی حقوق الناس فیقتص منه فی الاربع جمیعا۔

(ترجمہ) "اگر کسی آدمی کا ہاتھ قصاص میں کاٹا گیا پھر اس نے کسی آدمی کا ہاتھ

کاٹ دیا تو کیا قصاص میں اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا یا نہیں۔ فرمایا حقوق اللہ میں تو نہ کاٹا جائے گا کیونکہ وہ معاف ہو سکتے ہیں۔ مگر حقوق العباد میں کاٹا جائے گا۔"

لیجئے جناب اب کیا بنے گا۔ یہ تو چھ کی جگہ بھی پانچ عضو رہ گئے۔ سجدہ نہ کر سکے گا۔

(۳) تیسری دلیل یہ ہے کہ "تہذیب الاحکام ۱۰ : ۱۲۵" پر روایت ہے کہ حضرت علیؓ کے پاس چوروں کا ایک گروہ رہ گیا تو فقطع ایدیھم من نصف الکف و ترک الابھام۔ (ترجمہ) حضرت علیؓ نے نصف ہتھیلی سے ان کے ہاتھ کاٹ دیئے اور انگوٹھا چھوڑ دیا۔"

اب تو بات بظاہر بنتی نظر آتی ہے مگر آگے جا کے کچھ پیچ پڑ گئے ہیں۔ مثلاً اس روایت کا پہلا راوی سہل بن زیاد ہے۔ دوسرا راوی محمد بن سلیمان دیلمی ہے۔ تیسرا راوی محمد بن مسلم ہے۔

محمد بن مسلم کے متعلق "رجال کشی ص۱۱۳" سے روایت گذر چکی ہے کہ امام جعفرؒ نے فرمایا کہ محمد بن مسلم پر خدا کی لعنت۔ وہ کہتا ہے کہ "کسی چیز کے موجود ہونے سے پہلے خدا اسے نہیں جانتا۔" لیجئے صاحب! دو باتیں ہو گئیں یہ ذات شریف اللہ کو جاہل مانتے تھے لہذا کافر ہو گئے۔ پھر جناب امام جعفرؒ نے انہیں کفر کے علاوہ ایک اور لقب دیا کہ وہ ملعون ہے۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے متعلق اتنی جرآت کر سکتا اسے حضرت علیؓ پہ اتہام لگانے سے کون سی قوت روک سکتی ہے۔

دوسرا راوی "سہل بن زیاد" ہے اس کی کنیت ابوسعید ہے اس

Marfat.com

کے متعلق شیعہ کتب کتاب " رجال مامقانی " میں لکھا ہے کان ضعیفا جدا فاسد الروایة والدین۔ (یعنی) " اس کی روایت نہایت ضعیف ہے بلکہ اس کی روایت بھی فاسد اور اس کا مذہب بھی فاسد ہے " پھر فرمایا کہ اس کو شیعہ عالم محمد بن یحییٰ نے شہر قم سے جلاوطن کر دیا تھا اور کہا تھا کہ ونہی الناس عن السماع منه والروایة عنه یروی المراسیل ویعتمد علی المجاهیل (ترجمہ) " لوگوں سے اس سے حدیث سننے سے منع کر دیا کہ یہ مرسل احادیث بیان کرتا ہے۔ اور مجہول حدیثوں پر اعتماد کرتا ہے " اور ابو محمد الفضل شیعہ عالم اور علی بن محمد کہتے تھے کہ یہ احمق ہے۔

تیسرا راوی محمد بن سلیمان دیلمی ہے۔ اسکے متعلق "رجال مامقانی" میں ہے یرمی بالغلو واقول ان مقتضی نقل رمیه ضعفه " اس کا غالی شیعہ ہونا اس کے ضعیف ہونے کی دلیل ہے "

(۴) چوتھی دلیل یہ ہے کہ قطع اصابع ائمہ سے منقول ہے مگر یہ دلیل کئی لحاظ سے بودی ہے۔ (۱) ائمہ نے قولِ رسولؐ نقل نہیں کیا۔ (۲) اسی کتاب میں بقول علامہ مجلسی رئیس المحدثین شیعہ راویوں کے حالات شیعہ کتب " رجال " سے پیش کیے جا چکے ہیں۔ کہ ائمہ نے ان کو ملعون، یہود سے بھی برے، قائلین تثلیث سے بھی بدتر اور نہ جانے کیا کیا خطاب دیئے ہیں۔

تاریخ فقہ جعفری

اس فقہ کے نام سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام جعفر صادق کے نام سے منسوب ہے۔ جس سے یہی تاثر ملتا ہے کہ امام جعفر کے عہد میں یا آپ کی

Marfat.com

زیر نگرانی اس فقہ کی تدوین ہوئی۔ مستند کتب شیعہ میں امام محمد باقرؒ تک فقہی اعتبار سے شیعہ کا دورِ جاہلیت ہی ثابت ہوتا ہے۔ مثلاً :۔

"اصول کافی ص۴۹۶" :۔ ثم کان محمد ابن علی ابا جعفر وکانت الشیعۃ قبل ان یکون ابوجعفر وھم لا یعرفون مناسک حجھم وحلالھم وحرامھم حتی کان ابوجعفر فتح لھم وبین لھم مناسک حجھم وحلالھم وحرامھم حتی صار الناس یحتاجون الیھم من بعد ما کانوا یحتاجون الی الناس ۔ (ترجمہ) "پھر امام باقرؒ آئے۔ ان سے پہلے تو شیعہ حج کے مناسک اور حلال و حرام سے بھی واقف نہیں تھے۔ امام باقرؒ نے شیعہ کے لئے حج کے مناسک بیان کئے اور حلال و حرام میں تمیز کا دروازہ کھولا۔ یہاں تک کہ دوسرے لوگ ان مسائل میں شیعہ کے محتاج ہونے لگے۔ جبکہ اس سے پہلے شیعہ اِن مسائل میں دوسروں کے محتاج تھے۔"

اس اعتراف سے ظاہر ہے کہ امام باقر سے پہلے شیعہ حلال و حرام سے واقف ہی نہیں تھے۔

امام محمد باقر کا سنِ وفات ۱۱۳ھ ہے۔ یعنی پہلی صدی اور اوائل دوسری صدی میں فقہ جعفری کا وجود ہی نہیں تھا۔ اس لئے کسی اسلامی سلطنت میں اس کے نافذ کئے جانے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اس زمانے میں خلافتِ راشدہ اور خلافت بنو اُمیّہ کا اکثر حصّہ شامل تھا۔ پس یہ تاریخی حقیقت ہے کہ پہلی صدی میں فقہ جعفریہ کا نہ وجود تھا۔ نہ کہیں اس پر عمل ہوتا تھا۔

اسلام کی دعوت کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حلال

Marfat.com

وحرام کی نشاندہی فرمادی تھی۔ جب دین مکمل ہوگیا تو حلال وحرام، عبادات، معاملات، عقائد تمام چیزیں مکمل ہوگئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف سب کچھ بتادیا بلکہ ان اصولوں پر ایک معاشرہ تیار کیا۔ خلافتِ راشدہ کے دور میں حلال وحرام کے اُن مسائل پر عمل ہوتا رہا۔ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلائے تھے۔ مگر صاحبِ اصول کافی کہتے ہیں کہ شیعہ کو حلال وحرام کا پتہ نہ تھا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ شیعہ کو حلال وحرام کے اُن مسائل اور حج کے مناسک سے تعلق کوئی نہیں تھا جو اسلام نے اور پیغمبر اسلام نے سکھائے تھے۔

امام باقر کے متعلق کتب شیعہ سے اتنی بات کا سُراغ ملتا ہے کہ آپ نے شیعہ کو حلال وحرام کا احساس دلایا اور ان کو حدود سے روشناس کرایا لیکن اس کا کہیں سراغ نہیں ملتا کہ آپ کی زیرِ نگرانی کسی فقہ کی تدوین ہوئی

اس کے بعد امام جعفر کا دور آتا ہے۔ آپ کی وفات ۱۴۸ھ میں ہوئی چونکہ یہ فقہ ان کی طرف منسوب ہے اس لئے اس امر کی تلاش کی جائے کہ آپ نے فقہ کی کوئی کتاب اپنی نگرانی میں تیار کرائی تاریخ سے اس کا کوئی نشان نہیں ملتا۔ پھر اسکی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ آپ نے جو روایات اخبار اور احادیث بیان فرمائیں انہیں فقہی ابواب کے تحت جمع کر لیا گیا۔ بنیادی طور پر وہ حدیث کی کتابیں شمار ہوں گی۔ مگر چونکہ ان کی تدوین فقہی عنوانوں کے تحت ہوئی اس لئے ان کتب کو فقہ جعفریہ کی بنیادی کتابیں تصور کر لینا چاہیئے۔ اس نوع کی کتابیں چار ہیں جن کو صحاحِ اربعہ کہتے ہیں۔

(۱) **الکافی** ابو جعفر کلینی ۳۳۰ھ یعنی امام جعفر صادقؒ سے قریباً

ایک سو اسّی سال بعد کی تصنیف ہے۔

(۲) "من لایحضرہ الفقیہ"، محمد بن علی ابن بابویہ قمی ۳۸۱ھ یعنی امام جعفر سے تقریباً دو سو تیس برس بعد۔

(۳) تہذیب الاحکام، (۴) استبصار، محمد بن حسن طوسی ۴۶۰ھ یعنی امام جعفر سے قریباً ۳۱۰ برس بعد۔

فقہ جعفریہ کی ان چاروں کتابوں کا ذرا تفصیل سے جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ پہلی کتاب "اصولِ کافی" اس وقت لکھی گئی جب خلفائے عباسیہ کے اکیسویں خلیفہ المتقی باللہ کا دورِ خلافت تھا۔ اور آخری کتاب کے مصنّف کا سنِ وفات بتاتا ہے کہ اس وقت خلفائے عباسیہ کے چھبیسویں خلیفہ القائم بامر اللہ کا دورِ خلافت تھا۔ گویا کہ پانچویں صدی ہجری کے آواخر میں تو فقہ جعفریہ کامل طور پہ وجود میں آئی۔ اس لئے پانچویں صدی بلکہ سقوطِ بغداد تک اس فقہ کا کسی اسلامی حکومت میں نافذ ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اس کے بعد مصر میں عباسی خلافت مستنصر باللہ ۶۵۹ھ سے متوکل علی اللہ ثالث ۹۲۳ھ تک وہاں بھی اس فقہ کے نفاذ کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ پھر ترکان عثمانی کی خلافت عثمان خان اوّل ۱۲۸۸ء سے ۱۹۲۹ء تک رہی۔ جب مصطفےٰ کمال نے خلافت کا خاتمہ کر دیا۔ اس عرصے میں بھی اس اسلامی سلطنت میں فقہ جعفریہ کے رائج ہونے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

ادھر برِ اعظم ایشیا میں ۱۱۹۳ء میں محمد غوری سے لیکر آخری

Marfat.com

مُغل بادشاہ تک کسی وقت بھی فقہ جعفریہ کے رائج ہونے کا کوئی تاریخی ثبوت نہیں ملتا۔

مختصر یہ کہ کسی اسلامی حکومت نے کسی دور میں فقہ جعفریہ کو اپنے دستور یا قانون میں جگہ نہیں دی۔ فقہ جعفریہ کے متعلق تاریخی سروے تو ضمناً آ گیا۔ بات یہ چل رہی تھی کہ امام جعفر کے بعد ایک سو اسی ۱۸۰ برس سے لے کر تین سو دس ۳۱۰ برس بعد تک یہ کتابیں مدوّن ہوئیں جو امام جعفر سے منسُوب کر کے فقہ جعفریہ کی اصولی اور بُنیادی کتابیں شمار ہوتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس عرصے میں امام جعفر کی روایات مختلف راویوں کے ذریعے ان مُحدّثین کے پاس پہنچی ہونگی۔ اس لئے ان مسائل اور اس فقہ کے صحیح یا مشکوک ہونے کا انحصار ان روایات کی ثقاہت اور عدم ثقاہت پر ہے اس بناء پر ضروری تھا کہ جعفریہ فنِ رجال اور آئمہ کے بیانات کی روشنی میں اس حقیقت کا جائزہ لیا جائے۔

ہم نے گذشتہ صفحات میں شیعہ فنون رجال سے ان بزرگوں کا خصوصیت سے ذکر کیا ہے جو محدّثِ اعظم اور فقیہہ تھے جو فرقہ جعفریہ کے معمار تھے۔ آئمہ نے ان کے متعلق جو جو خطابات عنایت کئے ہیں۔ اِس کتاب کے مُطالعہ سے اچھی طرح معلوم ہو جاتے گا اللہ پاک ہمیں حق سمجھنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ (آمین)

مسئلہ زکوٰۃ

زکوٰۃ کی فرضیّت کتابُ اللہ اور سُنّتِ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

سے ثابت ہے

قَالَ اللّٰہُ تعالےٰ وَ اٰتُوا الزَّکوٰۃَ زکوٰۃ ادا کرو۔ یعنی مطلق حکم۔ قرآنِ حکیم میں متعدّد مقامات پر بار بار حکم ہے کہ زکوٰۃ ادا کرو۔ اور حدیثِ پاک میں اسلام کے پانچ اجزاء بیان ہوئے ہیں۔ جن میں سے ایک زکوٰۃ ہے۔ کسی ایک جزو کا انکار پورے اسلام کا انکار ہے کیونکہ انتفائے جزو مُستلزم ہے انتفائے کُل کو۔ لیکن فقہ جعفریہ میں زکوٰۃ کے لئے کچھ شرائط رکھی گئی ہیں۔ (۱) کرنسی نوٹ پر زکوٰۃ نہیں۔ (۲) سونے اور چاندی پر زکوٰۃ نہیں۔ ہاں اگر سونے اور چاندی کے سکے یعنی اشرفی اور روپے بنا کر اس پر سرکاری مُہر لگے تو اس پر زکوٰۃ ہے۔

تبصرہ:۔ اس وقت پوری دُنیا میں مال و دولت سے مُراد یا تو کرنسی نوٹ ہوتے ہیں یا سونا چاندی۔ خواہ زیورات کی صُورت میں ہو خواہ ویسے ٹھوس حالت میں۔ سونا چاندی کے سِکوں کا وجود دنیا میں کہیں نہیں ملتا۔ لہذا زکوٰۃ کا انکار نہ کرنے کے باوجود زکوٰۃ ساقط ہو گئی۔ قرآن کریم کی جو آیات زکوٰۃ کے بارے میں ہیں۔ اُن کو سامنے رکھا جائے تو سوچنا پڑے گا کہ یہ شرائط جو فقہ جعفریہ میں رکھی گئی ہیں اُن کے مُطابق قرآن کی کسی آیت پر عمل ممکن بھی ہے؟

سوال یہ ہے کہ آپ کماتے کیا ہیں؟ دن بھر مزدوری کریں یا مہینہ بھر نوکری کریں تو آپ کو مزدوری یا تنخواہ لازماً کرنسی نوٹوں کی شکل میں ملتی ہے۔ اور آپ یقیناً یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اِتنا کمایا۔ تو جو کچھ

Marfat.com

آپ نے کمایا اس میں سے ہی زکوٰۃ دینے کا حکم ہے۔ اگر آپ تاجر ہیں تو آپ نے پانچ ہزار کا مال سات ہزار میں بیچا تو آپ یقیناً کہتے ہیں کہ میں نے دو ہزار کمایا تو یہ دو ہزار مال ہی تو ہے اور کرنسی نوٹ کی شکل میں ہے۔ گویا نوٹ ثمن نہیں مگر قائم مقام ثمن ہے۔ بلکہ آجکل تو حقیقت ثمن بعینہٖ سمجھا جاتا ہے۔ عرفِ عام اصطلاح اور عادت یہی ہے مختصر یہ کہ کرنسی نوٹ کو آپ مال بھی سمجھیں اور اسے زکوٰۃ سے مستثنیٰ بھی سمجھیں تو یہ موقف بڑے دور رس نتائج کا حامل ہے۔ خدارا! اس پر ٹھنڈے دل سے غور کریں اور اسلام کو جگ ہنسائی کا ذریعہ نہ بنائیں اگر اس اصول کو پھیلایا جائے تو انکم ٹیکس، پراپرٹی ٹیکس، کسٹم وغیرہ کسی چیز کا ادا کرنا ضروری نہیں۔ جب کرنسی نوٹ اور زیور وغیرہ مال نہیں تو انکم ٹیکس وغیرہ کیوں ہوا۔

مسئلہ عشر

قرآن حکیم میں جہاں زکوٰۃ کا حکم ہے وہاں ساتھ ہی ارشاد ہے وممآ اخرجنا لکم من الارض اور وآتوا حقه يوم حصاده (ترجمہ) "جو کچھ ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالا کھیتی کاٹتے وقت اس کا حق ادا کرو"

عشر کے متعلق فقہی احکام کی تفصیل میں ہم جانا نہیں چاہتے وہ تو اہلِ علم جانتے ہی ہیں۔ لیکن فقہ جعفریہ میں صرف گندم، جو، کھجور، منقیٰ میں عشر ہے۔ پھر ان کے لئے بھی نصاب شرط ہے۔ جو ۸۴۷ کلو ہے۔ حالانکہ قرآن حکیم کی آیت سے ظاہر ہے کہ مِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْاَرْضِ مطلق ہے۔ اور وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ بھی مطلق ہے۔

Marfat.com

ارباب اہلِ دانش کے لئے غور کا مقام یہ ہے کہ یہ تخصیص اور شرط کہیں زر اندوزی، بُخل اور سنگدلی کی طرف تو رہنمائی نہیں کرتی۔ یقیناً کرتی ہے۔ اِن حضرات کا دین حقّہ اسلام سے کوئی واسطہ نہیں۔ ان کے اُصولِ دین اور فروعِ دین قرآن حکیم یعنی اس الہامی اور آخری کتاب سے نہیں لیے گئے۔ چونکہ میں نے ثابت کیا ہے کہ اس موجودہ قرآن حکیم پر روافض کا ایمان نہیں۔ اور اس فرقہ کا ایمان اُس کتاب پر ہے جو حجتِ زمانہ امام عالی مقام سیدنا امام محمد مہدی علیہ السلام غار میں لے گئے۔ اللہ جانے حجتِ زمانہ کب تشریف لائیں گے اور اس قوم کو اصلی کتاب، اصلی شریعت عطا کریں گے تب جا کر کہیں اصلی مومن کہلائیں گے۔

آخر میں بندہ تمام اہلِ اسلامیان کے لئے دعا کرتا ہے کہ اللہ پاک ہم سب کو مذہبِ حق اور کتاب وسُنّت پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ (آمین)

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ

سیّد ابوالحسن فیضی

عبد الحکیم ضلع ملتان

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شجرہ شریف خاندانی نسبی حسبی

سیدنا حضور پُرنور سرکارِ مدینہ، سرورِ سینہ ہادیٔ سُبل

ختم الرُسل حضرت محمدؐ مُصطفٰے احمد مجتبٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۲۔ السیّد عبد اللہ ابن عبد المطلب

۳۔ السیّد عبد المطلب سیدالعرب

۴۔ السیّد جناب عمران ابوطالب

۵۔ السیّدنا امام امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ

۶۔ السیّد امام حسین سید الشہداء رضی اللہ عنہ

۷۔ السیّد امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ

۸۔ السیّد امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ

۹۔ السیّد امام محمد کاظم رحمۃ اللہ علیہ

۱۰۔ السیّد امام علی رضا رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۔ السیّد امام محمد تقی رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۔ السیّد امام علی نقوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۔ السیّد جعفر الثانی التواب

۱۴۔ السیّد علی اصغر عونی ثم حلب

۱۵۔ السیّد محمد احمد لاریب

۱۶۔ السیّد محمد یوسف ثانی

۱۷۔ السیّد محمود احمد عرف شاہ بخت

۱۸۔ السیّد جعفر جلالی

۱۹۔ السیّد علی شاہ سلمان

۲۰۔ السیّد جلال الدین الحق شیر شاہ سرخ بخاری

۲۱۔ السیّد غوث الحق شاہ عرف باباحق حق

۲۲۔ السیّد محمد احمد شہید نور اللہ

۲۳۔ السیّد ابوسعید مختون شاہ

۲۴۔ السیّد حسنین عابد شاہ

۲۵۔ السیّد رشید ہادی شاہ

۲۶۔ السیّد کبیر الحسن شاہ

۲۷۔ السیّد جمال الدین شاہ

۲۸۔ السیّد حاکم محکم علی (ہمایونی) جنہوں نے بیک وقت تین جنگلی شیروں کا مقابلہ کیا اور کامیاب ہوئے

Marfat.com

۲۹۔ السید بابا رحمٰن شاہ المدد بابا
۳۰۔ السید محمد ابراہیم شاہ عرف باباجوگی شاہ
۳۱۔ السید برھان الدین شاہ
۳۲۔ السید ناصر الدین شاہ
۳۳۔ السید محمد داؤد شاہ شہید
۳۴۔ السید مبارک علی شاہ ہفت ہزاری
۳۵۔ السید عرفان اللہ شاہ دیوان دہلی دربار
۳۶۔ السید احمد اللہ شاہ راجوری

۳۷۔ السید شمس الزمان نوری شاہ
۳۸۔ السید امیر حسین شاہ نور
۳۹۔ السید عبدالواحد غیور
۴۰۔ السید علی احمد شاہ عرف باباحاجی سید دیوان شاہ
۴۱۔ السید عمر علی شاہ صاحب قبلہ
۴۲۔ سید عبدالرشید حسین شاہ گولڈ میڈلسٹ طبیہ کالج دہلی۔

۴۳

سید محمد ابراہیم شاہ عرف سید ابوالحسن شاہ فیضی

پانچ صاحبزادے

۱۔ سید احمد حسن شاہ
۲۔ سید فیض الحسن شاہ
۳۔ سید محمد حسنین حیدر شاہ زہری
۴۔ سید واجد علی شاہ
۵۔ سید شاہد علی شاہ انجم فیضی

تبصرہ ماہنامہ البلاغ کراچی محرم ۱۴۰۴ھ جلد ۱۸ شمارہ ۱ اکتوبر نومبر ۱۹۸۳ء

(عکس)

نام کتاب :- مولانا محمد اسحٰق سندیلوی (کراچی) کا مسلک اور خارجی فتنہ (حصہ اول)

تالیف :- حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتہم۔ سائز :- ۲۰×۳۰/۱۶

کل صفحات :- ۶۲۴ قیمت :- ۲۵/- روپے۔ ناشر :- تحریک خدام اہلِ سنت، چکوال ضلع جہلم (پاکستان)۔

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہٗ، دارالعلوم دیوبند کے فاضل اور شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں باطل کی سرکوبی کا عظیم جذبہ پیدا فرمایا ہے۔ اور آپ کا قلم حقیقت نگاری کے سلسلے میں شہرت کا حامل ہے۔

زیر تبصرہ کتاب خارجیت اور ناصبیت کے فتنہ کا تریاق ہے۔ موصوف نے مولانا محمد اسحٰق صاحب سندیلوی (کراچی) کا مسلک بیان کرنے کے بعد اس پر تبصرہ فرمایا ہے اور ان کے خیالات پر تنقید کی ہے اور بتایا گیا ہے کہ اہلِ سنت وجماعت کے نزدیک اہلِ بیت کی محبت کا نہ ہونا خارجیت ہے اور اصحابِ رسولؐ سے بیزاری اور ان کی مخالفت رفض وتشیع ہے اور محبتِ اہلِ بیتؓ کے باوجود اصحاب کرامؓ کی تعظیم وتوقیر سنیت ہے۔

مولانا سندیلوی صاحب کی بعض تحریریں ناصبیت کی حمایت اور خارجیت کی تائید میں موجود ہیں۔ مولانا مظہر حسین صاحب نے دو حصوں میں ان کے خیالات پر تنقید کی ہے اور پہلے حصہ میں مشاجرات صحابہؓ کے بارے میں اکابر علماء حق کے اقوال اور ان کے تحریری اقتباسات پیش کئے ہیں اور ہر طرح مسلک اہل سنت کی ترجمانی فرمائی ہے۔ یہ کتاب محض تحفظ مسلک حق کی خاطر تحریر کی گئی ہے اس کی اشاعت سے کسی کی توہین یا دل آزاری مقصود نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ موصوف کی اس خدمت کو قبول فرمائے اور مسلمانوں کو صحیح اہلِ سنت وجماعت کے مسلک کا پابند بنائے جو افراط وتفریط سے پاک اور غلو سے مبرا ہے۔ کتاب بہترین کتابت وطباعت کے علاوہ خوبصورت جلد سے مزین ہے۔ اللہ تعالیٰ مؤلف کی محنت کو قبول فرمائے اور لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ آمین

(ا۔ا۔خ۔س)

Marfat.com

سُنّی مذہب حق ہے

از قلم۔ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب بانی تحریک خدام اہل سُنّت پاکستان

سُنّی مذہب حق ہے، دراصل ایک شیعہ مصنف عبدالکریم صاحب مشتاق کے دس سوالات کا مدلل جواب ہے۔ آخر میں شیعہ علماء سے تین سوالات کئے گئے ہیں چند عنوانات سوال نمبر ۱: شیعہ مذہب کی اصح الکتب اصول کافی کی روایت ہے کہ شیعہ مذہب چھپانا فرض ہے جو شیعہ علماء تبلیغ کرتے ہیں وہ اپنے ائمہ کے مخالف ہیں۔ امام مہدی صدیوں سے غائب ہیں امام مہدی قتل کے خوف سے ظاہر نہیں ہوتے۔ (شیعہ روایت) امام جعفر صادق نے اپنے مخلص شیعوں کے سامنے بھی اپنے امام ہونیکا انکار کیا۔ (تقیہ) امام باقر باز کو حلال کہتے ہیں۔ (خلاف تقیہ) امام جعفر صادق باز کو حرام فرماتے ہیں (شیعہ روایت) حضرت علی کو گالیاں دینے کی اجازت (نعوذ باللہ۔ بارشاد حضرت علی رض)۔ غیر شیعہ کے پیچھے تقیہ کی نماز گویا رسول اللہ کے پیچھے نماز پڑھنا ہے۔ حضرت علی رض نے حضرت ابوبکر رض کے پیچھے نماز پڑھی۔ لوگوں کے سامنے حضرت علی رض کے گھر میں حضرت ابوبکر رض نے اُنسے بیعت کی حضرت علی المرتضیٰ نے اپنی خلافت میں بھی دین چھپایا۔ شیعوں پر اللہ کا غضب (اصول کافی) شیعہ عقیدہ رسول اللہ امام مہدی سے بیعت کرینگے (العیاذ باللہ) سوال نمبر ۲ شیعہ مذہب کی رو سے حضرت علیؑ سچے خلیفہ ثابت نہیں ہو سکتے۔ سوال نمبر ۳ شیعوں کا کلمہ بالکل من گھڑت ہے۔ رہنمائے اساتذہ میں شیعہ کلمہ کی تعریف۔ شیعوں کی مروجہ اذان بے بنیاد ہے۔ اذان میں علی ولی اللہ پڑھنے والوں پر شیخ صدوق کی لعنت۔ سُنّی اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم رسول اللہ کے حکم سے ثابت ہے۔ حضرت ابوبکر رض صدیق اور حضرت عمر فاروق رض جنت کے قطعہ میں آرام فرما ہیں

قیمت ۵ روپے

Marfat.com

خدامِ اہلِ سُنّت کی دُعا

از حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب امیر تحریک خدام اہل سنّت پاکستان

خدایا اہل سنّت کو جہاں میں کامرانی دے — خلوص و صبر و ہمت اور دیں کی حکمرانی دے
ترے قرآن کی عظمت سے پھر سینوں کو گرمائیں — رسول اللہ کی سنّت کا ہر سُو نور پھیلائیں
وہ منوائیں نبیؐ کے چار یاروں کی صداقت کو — ابوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و حیدرؓ کی خلافت کو
صحابہؓ اور اہل بیتؓ سب کی شان سمجھائیں — وہ ازواجِ نبیؐ پاک کی ہر شان منوائیں
حسنؓ کی اور حسینؓ کی پیروی بھی کر عطا ہم کو — تو اپنے اولیاء کی بھی محبت دے خدا ہم کو
صحابہؓ نے کیا تھا پرچم اسلام کو بالا — انہوں نے کر دیا تھا رُوم و ایران کو تہ و بالا
تری نصرت سے پھر ہم پرچم اسلام لہرائیں — کسی میدان میں بھی دشمنوں سے ہم نہ گھبرائیں
ترے کُن کے اشارے سے ہو پاکستان کو حاصل — عروج و فتح و شوکت اور دیں کا غلبۂ کامل
ہو آئینی تحفظ[1] ملک میں ختم نبوت کو — مٹا دیں ہم تیری نُصرت سے انگریزی نبوت کو
تو سب خُدام کو توفیق دے اپنی عبادت کی — رسول پاکؐ کی عظمت، محبت اور اطاعت کی
ہماری زندگی تیری رضا میں صرف ہو جائے — تری راہ میں ہر اک سُنی مسلماں وقف ہو جائے
تری توفیق سے ہم اہل سنّت کے رہیں خادم — ہمیشہ دین حق پر تیری رحمت سے رہیں قائم

نہیں مایوس تیری رحمتوں سے مظہرِ ناداں
تری نصرت ہو دنیا میں قیامت میں تری رضواں

۲ر محرم ۱۳۹۳ھ — ۶ر فروری ۱۹۷۳ء

۱؎ الحمد للہ تمام مسلمانوں کا یہ متفقہ مطالبہ منظور ہو چکا ہے اور آئین پاکستان میں قادیانی اور لاہوری مرزائیوں کے دونو گروہوں کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا ہے۔

محمد اعظم خوشنویس ۶۲ شاہین مارکیٹ ڈی اے وی کالج روڈ راولپنڈی

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com